

دین کے

تین اہم اصول

مع مختصر مسائل نماز

تالیف

شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التیمیؒ

مترجم

شیخ ابو عدنان محمد منیر قمر

ناشرین

توحید پبلیکیشنز، بنگلور
احیاء ملٹی میڈیا، ممبئی

اشاعت کے دائمی حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

دین کے تین اہم اصول مع مختصر مسائل نماز نام کتاب

✦ شخ الاسلام محمد بن سلیمان المیمی

✦ شخ ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین

شبانہ غازی

✦ کمپوزنگ

✦ کورڈیزر

افضال احمد اعظمی

✦ سعودی دارالافتاء و مراکز جالیات وغیرہ

✦ طبع اول

✦ طبع ہشتم

توحید پبلیکیشنز، بنگلور و احیاء ملٹی میڈیا، ممبئی (انڈیا) کاشرین

✦ ہندوستان میں ملنے کے پتے ✦

1-Tawheed Publications,
S.R.K.Garden, Phone# 6650618
BANGALORE-560 041
2-Charminar Book Center
Charminar Road, Shivaji Nagar,
BANGALORE-560 051
3-M.N.A.R.BAKKALI,
P.O.BOX NO.16481
MAHIM H.O
Phone-23050787
MUMBAI-400 016
E-mail:ahyalive@hotmail.com

1- توحید پبلیکیشنز، ایس. آر. کے. گارڈن

فون: ۶۶۵۰۶۱۸، بنگلور۔ ۵۶۰ ۰۴۱

2- چارمینار بک سنٹر

چارمینار روڈ، شیواجی نگر، بنگلور۔ ۵۶۰ ۰۵۱

3- میسور، فون: ۴۹۲۱۲۹

4- ایم۔ این۔ اے۔ آر۔ بکالی

پوسٹ بکس نمبر ۱۶۴۸۱۔ فون: ۲۳۰۵۰۷۸۷

ماہم (H.O)، ممبئی۔ ۴۰۰ ۰۱۶

Contact: E-Mail: tawheed_pbs@hotmail.com

رابطہ:

<http://www.ahya.org> - Authentic Islamic Resources & Information

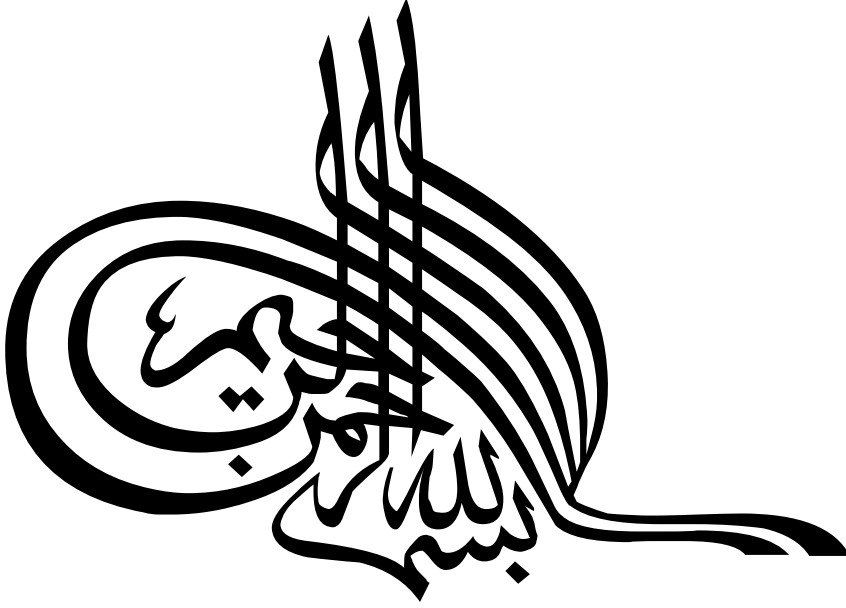
فہرست مضامین

پہلا رسالہ: تین اہم اصول دین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	فہرست مضامین	3	۱۶	مذکورہ اقسام اور دلیل عبادت	19
۲	حرف آغاز (طبع اول)	6	۱۷	دوسرا اصول: معرفت دین	23
۳	پیش لفظ (از مترجم)	8	۱۸	درجات و مراتب دین	23
۴	پہلا رسالہ: تین اہم اصول دین	12	۱۹	پہلا درجہ: اسلام اور اسکے ارکان	23
۵	تمہید	12	۲۰	دلائل ارکان اسلام	23
۶	پہلا مسئلہ: حصول علم و معرفت	12	۲۱	شہادت و توحید	23
۷	دوسرا مسئلہ: عمل	12	۲۲	شہادت و اقرار رسالت	25
۸	تیسرا مسئلہ: دعوت	12	۲۳	دوسرا درجہ: ایمان اور اسکے ارکان	26
۹	چوتھا مسئلہ: صبر و استقامت	12	۲۴	دلائل ارکان ایمان	27
۱۰	پہلا مسئلہ: اطاعت رسول ﷺ	13	۲۵	تیسرا درجہ: احسان	27
۱۱	دوسرا مسئلہ: ترک شرک	14	۲۶	دلائل احسان	28
۱۲	تیسرا مسئلہ: مشرکین سے لاتعلقی	14	۲۷	تیسرا اصول: معرفت رسول ﷺ	31
۱۳	اصول دین	16	۲۸	شرح مفردات	32
۱۴	پہلا اصول: معرفت الہی	16	۲۹	دین اسلام اور شریعت محمدیہ	35
۱۵	اقسام عبادت	19		ﷺ کا خلاصہ	

دوسرا سالہ: مختصر مسائل نماز

صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
51	تیسرا رکن: سورۃ فاتحہ پڑھنا	41	دوسرا سالہ: مختصر مسائل نماز	30
52	شرح مفردات	41	شرائط قبولیت نماز	31
56	چوتھا رکن: رکوع	41	پہلی شرط: اسلام	32
56	پانچواں رکن: قومہ	42	دوسری شرط: عقل	33
56	چھٹا رکن: سجدہ	42	تیسری شرط: تیز یا سن شعور	34
56	ساتواں: اعتدال اعضاء جسم	43	چوتھی شرط: رفع حدث یا وضوء کرنا	35
57	آٹھواں رکن: جلسہ	43	شرائط وضوء	36
57	نواں رکن: اطمینان	43	فرائض وضوء	37
57	دسواں رکن: ترتیب	45	واجب وضوء	38
57	دلائل ارکان سابقہ	46	نوافض وضوء	39
58	گیارہواں رکن: آخری تشہد	46	پانچویں شرط: ازالہ نجاست	40
59	شرح مفردات	46	چھٹی شرط: بستر پوشی	41
61	بارہواں رکن: قعدہ ثانیہ کرنا	47	ساتویں شرط: دخول وقت	42
61	تیرہواں رکن: درود شریف پڑھنا	48	آٹھویں شرط: استقبال قبلہ	43
61	شرح کلمہ صلوٰۃ	48	نویں شرط: نیت	44
62	چودھواں رکن: سلام پھیرنا	49	ارکان نماز	45
62	واجبات نماز	49	پہلا رکن: قیام بشرط طاقت	46
63	ارکان و واجبات کا فرق	50	دوسرا رکن: تکبیر تحریمہ	47
64	خوشخبری	50	شرح مفردات	48



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حرفِ آغاز

(طبع اول)

دین اسلام جو زندگی کے تمام شعبوں پر مشتمل ہے، اُس کی تبلیغ و اشاعت کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرات الانبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا تاکہ لوگوں کے لیے اس سے لاعلمی کا عذر باقی نہ رہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ

الرُّسُلِ﴾ (سورة النساء: ۱۶۵)

”سب رسولوں کو (اللہ تعالیٰ نے) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تاکہ رسولوں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ پر کسی قسم کے الزام کا موقع نہ رہے۔“

نبی آخر الزمان ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکا ہے، اس لیے اب علماء حق کی یہ اہم ذمہ داری ہے کہ وہ انبیاء کرام کے اس مقدس مشن کو زندہ رکھیں اور لوگوں کو دین اسلام سے روشناس کرائیں۔

زیر نظر کتاب اسی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لیے شائع کی جا رہی ہے، جو شیخ الاسلام محمد بن سلیمان المنجد رحمہ اللہ کی تالیف کردہ ہے اور اسکا رواں دواں اردو ترجمہ ہمارے فاضل دوست مولانا محمد منیر قمر سیالکوٹی نے کیا ہے۔

یہ رسالہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصہ میں تین اہم دینی اصول، تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں، جبکہ دوسرے حصہ میں دین اسلام کے اہم رکن اور ستون ”نماز“ کے ضروری مسائل کو اختصار کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔

دارالعلوم الاسلامیہ چکی پنڈی گیپ، ضلع اٹک کی طرف سے اس کی اشاعت کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس ادارہ کو شہر آور کرے اور ہم سب کو کتاب کے مندرجات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے۔

ع
”اے دعا ازمن واز جملہ جہاں آمین باد“

العبد المذنب

حافظ محمد اسلم

۱۴۱۲ھ

رئیس دارالعلوم الاسلامیہ

۱۹۹۱ء

چکی پنڈی گیپ، ضلع اٹک (پاکستان)

وداعیہ مرکز الدعوة والارشاد، مقیم شارجہ

(متحدہ عرب امارات)



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیش لفظ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ، وَنُسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ
أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ،
وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ. آمَّا بَعْدُ: ا

حدیث شریف میں مذکور ہے کہ میت کو قبر میں دفن کر دینے کے بعد اس کے پاس دو
فرشتے ”منکر اور نکیر“ آتے ہیں اور اس سے جو تین سوال پوچھتے ہیں جن کے صحیح جوابات دینے
والا نجات کا مستحق ہوتا ہے، وہ یہ ہیں۔

- ① مَنْ رَبِّكَ؟ تیرا رب کون ہے؟
- ② مَنْ نَبِيِّكَ؟ تیرا نبی کون ہے؟
- ③ مَا دِينُكَ؟ تیرا دین کیا ہے؟

قارئین کرام! یہ کس قدر عجیب امتحان ہے کہ امتحان گاہ میں داخل ہونے سے ہزار ہا
برس پہلے ہی سوالات بتا دیئے گئے ہیں تاکہ تیاری میں آسانی رہے۔

مگر صاحبو! زیادہ خوش فہمی کا شکار بھی نہ ہو جانا۔ درحقیقت یہ امتحان ہمارے سکولوں
کالجوں کے امتحانات سے یکسر مختلف ہے۔ ان سوالات کے جوابات صرف زبانی رٹنے سے یاد
نہیں ہوتے بلکہ عملی زندگی میں اپنانے سے ازبر ہوتے ہیں ورنہ جس نے ان سوالات کے مدعا
پر کبھی غور نہیں کیا، ان کے مطلوب پر عمل نہیں کیا، اللہ تعالیٰ کے احکامات، نبی ﷺ کے ارشادات
اور دین اسلام کی تعلیمات کو نہیں اپنایا، بلکہ صرف برائے نام ہی مسلمان رہا، اس سے جب یہی
سوالات پوچھے جائیں گے تو جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے خبر دی ہے، وہ کہے گا۔

((هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لَا اُذْرٰى))

”افسوس صد افسوس کہ میں نہیں جانتا۔“

اور اس جواب والے شخص کا نتیجہ کیا ہوگا؟ فیل یا پاس؟ اس کا اندازہ کرنا چنداں مشکل نہیں۔ اس کے برعکس جس شخص نے اس دنیاوی زندگی میں اللہ و رسول ﷺ اور دین کی تعلیمات کو عملی طور پر اپنایا ہوا ہے اس سے جب یہی سوالات پوچھے جائیں گے تو وہ فر فر یہ جواب دیتا جائیگا:

رَبِّی اللّٰہ

نَبِیِّ مُحَمَّدٍ ﷺ

دِیْنِی الْاِسْلَام

میرا رب اللہ ہے۔

میرے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں۔

میرا دین اسلام ہے۔

ان صحیح صحیح جوابات والے شخص کے ہائی فرسٹ ڈویژن کے ساتھ پاس ہونے میں کسے شک ہو سکتا ہے؟ اور یہی نجات و فلاح مسلمان کا مطلوب و مقصود ہے۔

زیر نظر کتاب کا نصف اول۔ تین اہم اصول۔۔۔ انہی تین سوالوں کے تفصیلی جوابات پر مشتمل ہے، جبکہ نصف ثانی۔ مختصر مسائل نماز۔۔۔ کا موضوع نام سے ہی ظاہر ہے کہ اس میں اسلام کے ایک اہم ستون ”نماز“ کے ضروری مسائل کا مختصر ذکر ہے۔

نماز اسلام کے ارکان خمسہ میں سے اہم رکن ہے اور اس کی اہمیت یہی کیا کم ہے کہ پتہ پانی کرنے والے روزِ محشر میں سب سے پہلے اسی کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

روزِ محشر کہ جان گداز بود اولین پرشِ نیاز بود

یہ کتاب عظیم مجدد و مصلح شیخ الاسلام محمد بن سلیمان المنجدی رحمہ اللہ کی دو عربی تالیفات ”الاصول الثلاثة وادلتها“ اور ”شروط الصلوۃ“ کا اردو ترجمہ ہے۔ فاضل دوست جناب حافظ محمد اسلم صاحب رکن دعوت و ارشاد سنٹر (مقیم شارجہ) نے خواہش ظاہر کی کہ اس کا ترجمہ کر دیں تاکہ سکول کے طلبہ و اساتذہ اور عربی سے نا آشنا عوام الناس اس سے استفادہ کر سکیں، لہذا تعمیل ارشاد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

﴿وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي بِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ﴾

اس کتاب کا پہلا حصہ ”دین کے تین اہم اصول“ سب سے پہلے سعودی عرب کے دارالافتاء نے ۱۴۱۲ھ، ۱۹۹۱ء میں چھاپا۔ اسکے بعد اسے الریاض، القصیم، الخبر (السعودیہ) اور ضلع اٹک (پاکستان) کے کئی دعوتی و تبلیغی اور تعلیمی و تدریسی اداروں (مکاتب و مراکز دعوتہ الجالیات اور جامعات) نے شائع کیا اور پھر وزارت امور اسلامیہ و اوقاف اور دعوت و ارشاد نے بھی اسے شائع کیا ہے۔ اور آج تک اسکے مختلف جگہوں سے آٹھ ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَمِنْهُ الْقُبُولُ۔

شروع کے ایڈیشنوں میں راقم کا نام بھی بطور مترجم شائع ہوتا رہا اور جب وزارت امور اسلامیہ نے اپنی طرف سے اس کتاب کو چھاپا تو انھوں نے اور پھر انہی سے اخذ کرتے ہوئے جالیات الربوۃ (الریاض) اور جالیات الخبر نے بھی پتہ نہیں مترجم کا نام کیوں حذف کر دیا؟ جبکہ شیخ الاسلام اردو نہیں جانتے تھے اور نہ ہی یہ کتاب اردو میں لکھی گئی تھی۔

اب اس زیر نظر ایڈیشن کو مکتبہ کتاب و سنت ریحان چیمہ (سیالکوٹ) اور توحید پبلیکیشنز (بنگلور) شائع کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ اس نئے ایڈیشن میں بھی ہم افادہ عام کی غرض سے شیخ الاسلام کی دونوں کتابوں کو یکجا شائع کر رہے ہیں۔

پہلی کتاب میں کہیں کہیں اور دوسری کتاب میں بکثرت حواشی لگا کر دونوں کتب کی تفہیم و تشریح کی کوشش کی گئی ہے، لیکن مختصر حواشی متن کے اندر ہی قوسین (۔۔۔) اور بڑے یا طویل حواشی (☆۔☆) کے مابین دے دیئے ہیں تاکہ تسلسل قائم رہے اور مؤلف کے کلام سے الگ بھی رہیں۔ ان حواشی کے سلسلہ میں ہم نے شیخ محمد منیر الدمشقیؒ کی تعلیقات سے بھی استفادہ کیا ہے۔ فَجَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ مؤلف و مترجم اور ناشرین کے اس عمل کو شرف قبولیت سے نوازے اور انکے لیے اسے ثواب دارین کا ذریعہ بنائے۔ آمین

الحکمة الکبریٰ، الخبر، سعودی عرب
 ۲۰ / محرم ۱۴۲۲ھ
 ۲۴ / مارچ ۲۰۰۳ء

ابوعمران محمد منیر قمر نواب الدین
 ترجمان سپریم کورٹ الخبر،
 داعیہ متعاون، مراکز دعوت و ارشاد
 الدمام، الخبر، الظهران



پہلا رسالہ ❖ تین اہم اصول دین تمہید

قارئین کرام!

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت نازل فرمائے، یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ ہم پر درج ذیل چار مسائل کا علم حاصل کرنا نہایت ضروری و واجب ہے:

❖ پہلا مسئلہ حصول علم و معرفت

اللہ تعالیٰ، اُس کے نبی ﷺ اور دین اسلام کا دلائل کے ساتھ علم و معرفت حاصل کرنا۔

❖ دوسرا مسئلہ عمل

حاصل کردہ علم دین پر عمل پیرا ہونا۔

❖ تیسرا مسئلہ دعوت

اس (دین اسلام) کی طرف دعوت دینا۔

❖ چوتھا مسئلہ صبر و استقامت

دعوت دین میں پیش آمدہ مشکلات و مصائب پر صبر و استقامت اختیار کرنا، اور ان مسائل کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے۔

﴿بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ﴾

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَّصُوا بِالحَقِّ وَتَوَّصُوا

بِالصَّبْرِ ﴿سورة العصر﴾

”اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ زمانے کی قسم،

انسان درحقیقت خسارے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے

اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔“

امام شافعی رحمہ اللہ کا اس سورۃ العصر کے متعلق ارشاد ہے -

[لَوْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ حُجَّةً عَلَى خَلْقِهِ إِلَّا هَذِهِ السُّورَةُ لَكَفَتْهُمْ]

”اگر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر بطور حجت صرف اسی ایک سورت کو نازل فرماتا تو یہ ان کی ہدایت کے لیے کافی ہوتی۔“

امام بخاری رحمہ اللہ نے بخاری شریف (کتاب العلم) میں ایک باب کی ابتداء یوں کی ہے -

[بَابُ أَلْعِلْمِ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ

إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْبِكَ﴾ (محمد: ۱۹) قَبْدًا بِأَلْعِلْمِ قَبْلَ

الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ]

”قول و عمل سے قبل حصول علم کا بیان، اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد

ہے: ”جان لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اپنی خطا کی

معافی مانگتے رہیے۔“ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس میں قول و عمل سے پہلے علم

کا ذکر کیا ہے۔“ (بخاری، کتاب العلم، ص ۲۰، دار السلام)

قارئین کرام! اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے، یہ بات بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ مندرجہ ذیل تین مسائل کا علم حاصل کرنا اور ان پر عمل کرنا بھی ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے:

❖ پہلا مسئلہ ❖ اطاعت رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیدا کیا، رزق عطا فرمایا اور یوں ہی ہمیں بے کار نہیں چھوڑا بلکہ ہماری طرف اپنا رسول ﷺ بھیجا۔ جس نے آپ ﷺ کی اطاعت کی وہ جنتی ہوگا اور جس نے آپ ﷺ کے احکام سے سرتابی و سرکشی کی وہ جہنمی ہو گیا۔ اور اسکی دلیل یہ ارشاد الہی ہے:

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ
رَسُولًا ۖ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنَ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخَذًا وَبِيلًا﴾

(المزمل : ۱۶ تا ۱۵)

”تم لوگوں کے پاس ہم نے اُسی طرح ایک رسول گواہ بنا کر بھیجا جس
طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا (پھر دیکھ لو جب) فرعون
نے اُس رسول کی بات نہ مانی تو ہم نے اس کو بڑی سختی کے ساتھ پکڑ لیا۔“

❖ دوسرا مسئلہ ترکِ شرک

اللہ تعالیٰ کو یہ بات قطعاً ناگوار ہے کہ اُس کی عبادت میں اس کے ساتھ کسی دوسرے کو بھی
شریک کیا جائے، نہ کسی مقرب فرشتے کو اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے کسی نبی
کو، اور اس کی دلیل یہ ارشاد الہی ہے:

﴿وَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ (الحج: ۱۸)
”اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لیے ہیں، لہذا (ان میں) اللہ کے ساتھ کسی
دوسرے کو نہ پکارو۔“

❖ تیسرا مسئلہ مشرکین سے لاتعلقی

جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کی اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و یکتائی کو
بھی تسلیم کیا، اس کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ وہ ایسے لوگوں سے راہ و رسم اور رشتہ و ناظر رکھے جو
اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے ساتھ دشمنی رکھتے ہوں، خواہ وہ دنیوی رشتہ کے اعتبار
سے کتنے ہی قریبی کیوں نہ ہوں۔ اور اس بات کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ
وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ

أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ
جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ
وَرَضُوا عَنْهُ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾
(المجادلة: ٢٢)

”تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھنے والے
ہیں وہ اُن لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اُس کے رسول
کی مخالفت کی ہے خواہ وہ اُن کے باپ ہوں یا اُن کے بیٹے یا اُن کے
بھائی یا اُن کے اہل خاندان۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے
ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان (کے قلب کو) اپنے فیض سے قوت بخشی ہے
اور وہ ان کو ایسی جتنوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوگی۔
ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی
ہوئے، وہ اللہ کی جماعت کے لوگ ہیں۔ خبردار رہو اللہ کی جماعت والے
ہی فلاح پانے والے ہیں۔“

قارئین کرام!

اللہ تعالیٰ اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف آپ کی راہنمائی کرے، یہ بات بھی بخوبی
سمجھ لیں کہ آپ پورے اخلاص کے ساتھ صرف ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، یہی حقیقت
اور ملت و دینِ ابراہیمی ہے۔ اور اسی کا اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو حکم دیا ہے۔ اور اسی غرض کے
لیے جنّ و انس کو پیدا فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ الہی ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝﴾ (الذاریات: ٥٦)

”میں نے جنّ اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا کہ
وہ میری بندگی کریں۔“

يَعْبُدُونَ كَمَا مَعْنَى وَمَفْهُومُ يَہے کہ:

”میری وحدانیت و یکتائی کو دل و جان سے قبول کریں“

اللہ تعالیٰ نے جن امور کا حکم دیا ہے، ان میں سے سب سے ارفع و اعلیٰ چیز ”توحید“ ہے، جو ہر قسم کی عبادات صرف اللہ واحد کے لیے بجالانے کا دوسرا نام ہے۔ اور جن امور سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، ان میں سے سب سے بڑا شرک ہے۔ جو غیر اللہ کو اپنی نداء و دعاء میں اس کے ساتھ شامل کر لینے کا دوسرا نام ہے۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانِ گرامی ہے:

﴿وَأَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ (سورة النساء: ۳۶)

”اور تم سب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔“

اصول دین

اگر آپ سے یہ پوچھا جائے کہ وہ کون سے تین اصول ہیں جن کی معرفت حاصل کرنا ہر انسان پر واجب و ضروری ہے؟ تو کہہ دیجیے:

- ① بندے کا اپنے رب کی معرفت حاصل کرنا۔ (معرفتِ الہی)
- ② اپنے دین کی معرفت حاصل کرنا۔ (معرفتِ دین)
- ③ اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کی معرفت حاصل کرنا۔ (معرفتِ رسول ﷺ)

پہلا اصول ❖ معرفتِ الہی

اگر آپ سے استفسار کیا جائے کہ آپ کا رب کون ہے؟ تو آپ کہہ دیجیے کہ میرا رب اللہ ہے، جس نے اپنے فضل و کرم سے میری اور تمام جہانوں کی تخلیق و پرورش کی۔ وہی میرا معبود ہے اس کے سوا میرا دوسرا کوئی معبود نہیں، اور اس کی ربوبیت و پروردگاری کی دلیل یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (الفاتحة: ۱)

”ہر قسم کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے اور پالنے والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات کے سوا ہر چیز عالم (جہان) ہے اور میں اس عالم کا ایک فرد ہوں۔ اگر آپ سے یہ سوال کیا جائے کہ آپ نے اپنے رب کو کس چیز کے ذریعے پہچانا؟ تو کہہ دیجئے کہ اس کی آیات (نشانوں) اور مخلوقات کے ذریعے سے پہچانا ہے۔ اور اس کی نشانوں میں سے دن، رات، سورج اور چاند کا وجود ہے، اور اس کی مخلوقات میں ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان ہیں اور جو کچھ ان سب کے اندر اور ان کے مابین ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نشانوں کی دلیل، اُس کا یہ ارشاد ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾

(حم السجدة: ۳۷)

”اللہ تعالیٰ کی نشانوں میں سے ہیں یہ دن اور رات اور سورج اور چاند۔ سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اللہ کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے۔ اگر فی الواقع تم اسی کی عبادت کرنے والے ہو۔“ اور اس کی مخلوقات کی دلیل اس کا یہ فرمان ہے:

﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾

(الاعراف: ۵۴)

”درحقیقت تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور پھر اپنے عرشِ بریں پر جلوہ فرما ہوا، جو رات کو دن پر

ڈھانک دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے۔ جس نے سورج، چاند اور ستارے پیدا کیے، سب اس کے فرمان کے تابع ہیں۔ خبردار رہو! اسی کی سب مخلوق ہے اور اسی کا حکم جاری ہے۔ بڑا بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک و پروردگار۔“

رب کائنات ہی لائق عبادت اور معبودِ برحق ہے۔ اس کی دلیل یہ ارشاد الہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ ۖ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝﴾ (البقرة: ۲۱-۲۲)

”لوگو! بندگی اختیار کرو اپنے اُس رب کی جو تمہارا اور تم سے پہلے جو لوگ ہو گزرے ہیں اُن سب کا خالق ہے۔ عجب نہیں کہ تم (دوزخ سے) بچ جاؤ۔ وہی تو ہے جس نے تمہارے لیے زمین کا فرش بچھایا، آسمان کی چھت بنائی، اوپر سے پانی برسایا اور اُس کے ذریعے سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لیے رزق بہم پہنچایا پس جب تم یہ جانتے ہو تو دوسروں کو اللہ کا مد مقابل نہ ٹھہراؤ۔“

امام ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

[الْخَالِقُ لِهَذِهِ الْأَشْيَاءِ هُوَ الْمُسْتَحَقُّ لِلْعِبَادَةِ] ۲

”ان تمام مذکورہ اشیاء کا خالق (پیدا کرنے والا) ہی ہر قسم کی عبادت کا صحیح حقدار ہے۔“

اقسام عبادت

اللہ تعالیٰ نے جن انواع و اقسام عبادت کو بجالانے کا حکم دیا ہے مثلاً: اسلام، ایمان، احسان، دعاء و خوف، امید و رجاء، توکل، رغبت و رہبت (ڈر)، خشوع و خشیت، استعانت و استعاذہ (پناہ طلبی)، استغاثہ، ذبح و قربانی، نذر و منّت اور ان کے علاوہ دوسری عبادتیں بھی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، اور یہ سب کی سب اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں۔ اور اس بات کی دلیل یہ ارشادِ الہی ہے:

﴿وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا﴾ (الجن: ۱۸)

”اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لیے ہیں، لہذا ان میں اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارو۔“

جس کسی نے ان مذکورہ بالا عبادات میں سے کسی بھی عبادت کو کسی غیر اللہ (فرشتے، نبی، ولی اور پیر و مرشد) کے لیے کیا، وہ مشرک و کافر ہے، اور اس کی دلیل یہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهُ، بِهِ فَإِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ،

إِنَّهُ لَا يَفْلِحُ الْكَافِرُونَ﴾ (المومنون: ۱۱۷)

”اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کے لیے اُس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے، ایسے کافر کبھی فلاح نہیں پاسکتے۔“

مذکورہ اقسام کے عبادت ہونے کے دلائل

”دعاء“ کے عبادت ہونے کی دلیل حدیثِ پاک میں نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

((الدعاء من العبادۃ)) ۳

”دعاء عبادت کا مغز (اصل) ہے۔“ ۴

اور قرآن پاک میں ”دعاء“ کے عبادت ہونے کی دلیل یہ فرمانِ ربانی ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ٥﴾ (المؤمن: ٦٠)

”تمہارا رب کہتا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا جو لوگ گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، ضرور وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہونگے۔“

”خوف“ کے عبادت ہونے کی دلیل یہ ارشادِ الہی ہے:

﴿فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُوا رَبَّكَ إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ ٥﴾ (آل عمران: ١٤٥)

”پس تم انسانوں سے نہ ڈرنا، مجھ سے ڈرنا، اگر تم حقیقت میں صاحب ایمان ہو۔“

”امید و رجاء“ کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیتِ قرآنی ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ٥﴾ (الکہف: ١١٠)

”پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو، اُسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے۔“

”توکل“ کے عبادتِ الہی ہونے کی دلیل یہ فرمانِ الہی ہے:

﴿وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ ٥﴾ (المائدة: ٢٣)

”اور اللہ پر بھروسہ (توکل) رکھو، اگر تم مؤمن ہو۔“

قرآن پاک کے ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ٥﴾ (الطلاق: ٣)

”اور جو اللہ پر بھروسہ کرے، اس کے لیے وہ کافی ہے۔“

”رغبت و رہبت یا ڈر اور خشوع“ کے عبادت ہونے کی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسْرِغُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَآرْغَبًاوَرَهْبًاوَكَانُوْا

لَاخْشِعِيْنَ ۝﴾ (الانبیاء: ۹۰)

”یہ لوگ نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے، اور ہمیں رغبت اور

خوف کے ساتھ پکارتے تھے اور ہمارے آگے جھکے ہوئے تھے۔“

”خشیت و خوف“ کے عبادت ہونے کی دلیل یہ ارشادِ باری ہے:

﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۝﴾ (البقرة: ۱۵۰)

”تم ان (ظالموں) سے نہ ڈرو بلکہ مجھ سے ڈرو۔“

”انابت و رجوع“ کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیت ہے:

﴿وَاٰیٰتِیْٓاِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا ۝﴾ (الزمر: ۵۴)

”اور پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور مطیع بن جاؤ اس کے۔“

”استعانت و مدد طلبی“ کے عبادت ہونے کی دلیل یہ ارشادِ الہی ہے:

﴿اٰیٰکَ نَعْبُدُ وَاِیٰکَ نَسْتَعِيْنُ ۝﴾ (الفاتحة: ۵)

”ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔“

حدیث شریف میں ”استعانت“ کے عبادت ہونے کے متعلق یہ ارشادِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک بین دلیل ہے:

((اِذَا سْتَعْنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ)) ۵

”جب تم مدد طلب کرو تو اللہ تعالیٰ سے طلب کرو۔“

”استعاذہ“ (پناہ طلبی) کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے:

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝﴾ (الناس: ۱-۲)

”کہو: میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب انسانوں کے بادشاہ (اللہ) کی۔“

”استغاثہ“ (فریاد کرنے) کے عبادت الہی ہونے کی دلیل یہ فرمانِ ربانی ہے:

﴿اِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَبْ لَكُمْ ۝﴾ (الانفال: ۹)

”(اُس وقت کو یاد کرو) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد سن لی۔“

”ذبح و قربانی“ کے عبادت ہونے کی دلیل یہ آیت قرآنی ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُ ۚ وَبِذَلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾

(الانعام: ۱۶۲-۱۶۳)

”کہو: میری نماز، میرے تمام مراسمِ عبودیت (قربانی) میرا جینا اور میرا

مرنا سب کچھ اللہ ربِّ العالمین کے لیے ہے، جسکا کوئی شریک نہیں، اسی کا

مجھے حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سِرِ اطاعت جھکانے والا میں ہوں۔“

اور حدیثِ پاک میں اس کی دلیل یہ ارشادِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ)) ۱

”جس نے کسی غیر اللہ (نبی، ولی، پیر و مرشد، صاحبِ مزار) کے تقرب کے

لیئے جانور ذبح کیا، اس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے۔“

”نذر“ کے عبادت الہی ہونے کی دلیل یہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿يُؤْفُونَ بِالْأُكُودِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا﴾ (الدھر: ۷)

”(ابرار وہ لوگ ہیں) جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں

جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی۔“

❖ دوسرا اصول معرفتِ دین (اسلام کو دلائل کے ساتھ جاننا)

توحیدِ الہی کو دل و جان سے اپناتے ہوئے آپ کو اللہ تعالیٰ کے مطیع و سپرد کر

دینے، اُس کے احکام کی اطاعت کرتے ہوئے اس کا تابع فرمان رہنے اور اس کے ساتھ کسی دوسرے کو ہرگز شریک نہ ٹھہرانے کا نام ”دین“ ہے۔

درجات و مراتب دین

دین کے تین درجے ہیں ① اسلام ② ایمان ③ احسان
اور پھر ان تینوں میں سے ہر ایک درجے کے کچھ ارکان ہیں:

❖ پہلا درجہ اسلام اور اس کے ارکان

اسلام کے پانچ ارکان ہیں:

- ① اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔
- ② نماز قائم کرنا۔
- ③ زکوٰۃ ادا کرنا۔
- ④ رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔
- ⑤ بیت اللہ شریف کاج کرنا۔

دلائل ارکان اسلام

❖ شہادتِ توحید

شہادتِ توحید (اللہ تعالیٰ کے معبودِ وحدہ لا شریک لہ ہونے) کی دلیل یہ ارشادِ الہی ہے:

﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ﴾

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (ال عمران: ۱۸)

”اللہ نے خود شہادت دی ہے کہ اُس کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں اور

(یہی شہادت) سب فرشتوں اور سب اہل علم نے بھی دی ہے، وہ انصاف

پر قائم ہے، اُس زبردست حکیم کے سوانی الواقع کوئی لائقِ عبادت نہیں۔“

شہادتِ توحید کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ”لَا إِلَهَ“ میں ہر

اُس چیز کی نفی ہے جسکی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جاتی ہے اور ”إِلَّا اللَّهُ“ میں صرف ایک

اللہ تعالیٰ کے لیے ہر قسم کی عبادت کا اثبات ہے کہ اُس کی عبادت میں اس کا کوئی شریک نہیں، بالکل اُسی طرح جیسا کہ اُس کی بادشاہی میں اس کا کوئی شریک یا حصہ دار نہیں۔ اس شہادت کی تفسیر و تشریح اللہ تعالیٰ ہی کے اُن فرامین میں واضح طور پر موجود ہے جن میں ارشادِ باری ہے:

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي بَرَاءٌ مِمَّا تَعْبُدُونَ ۖ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ۖ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يُرجِعُونَ ۝﴾
(الزخرف: ۲۶-۲۸)

”اور یاد کرو وہ وقت جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا: ”تم جن کی بندگی کرتے ہو میرا ان سے کوئی تعلق نہیں، میرا تعلق صرف اُس سے ہے جس نے مجھے پیدا کیا، وہی میری راہنمائی کرے گا۔“ اور ابراہیم یہی کلمہ (عقیدہ) اپنے پیچھے اپنی اولاد میں چھوڑ گئے تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔“

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ ۖ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝﴾
(آل عمران: ۶۴)

”آپ فرما دیجیئے، اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے، یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو رب نہ بنالے۔ اس دعوت کو قبول کرنے سے اگر وہ منہ موڑیں تو صاف کہہ دیجیئے کہ آپ لوگ گواہ رہو، ہم تو مسلم (صرف اللہ کی بندگی و اطاعت کرنے والے) ہیں۔“

❖ شہادت و اقرار رسالت

اس بات کی شہادت کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اس کی دلیل یہ ارشاد الہی ہے:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (التوبہ: ۱۲۸)

”دیکھو! تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خود تم ہی میں سے ہے،

تمہارا نقصان میں پڑنا اُس پر شاق ہے، تمہاری فلاح کا وہ خواہشمند ہے،

ایمان والوں کے لیے وہ بڑا شفیق اور رحیم ہے۔“

حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے کی شہادت دینے کے معنی یہ ہیں کہ آپ

ﷺ کے احکام کی اطاعت کی جائے، آپ ﷺ نے جو خبر دی، اس کی تصدیق کی جائے،

آپ ﷺ نے جن امور سے روکا اور منع کیا ہے، ان سے قطعی اجتناب کیا جائے اور اللہ تعالیٰ

کی عبادت صرف جائز و مشروع طریقہ سے ہی کی جائے۔

نماز، زکوٰۃ اور تفسیر توحید کی مشترکہ دلیل خالق کائنات کا یہ ارشاد ہے:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا

الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ﴾ (البینہ: ۵)

”اور اُن کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں، اپنے

دین کو اس کے لیے خالص کر کے، بالکل یکسو ہو کر اور نماز قائم کریں اور

زکوٰۃ دیں، یہی نہایت صحیح و درست دین ہے۔“

رمضان المبارک کے روزے رکھنے کی دلیل یہ ارشادِ بانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ

مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرہ: ۱۸۳)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے جس طرح تم

سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوگی۔“

بیت اللہ شریف کاجج کرنے کی دلیل یہ فرمان الہی ہے:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا، وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ﴾ (آل عمران: 96)

”لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس کے گھر تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو وہ اس کاجج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔“

❖ دوسرا درجہ ایمان اور اس کے ارکان

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

”ایمان کے (ساٹھ) ستر سے بھی کچھ زیادہ شعبے ہیں، جن میں سے اعلیٰ ترین درجہ ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“ (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں) کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ درجہ ایمان راستے سے ایذا و ضرر رساں چیز (کانٹے وغیرہ) کو ہٹانا ہے۔“

اور اس حدیث کے آخر میں ہے:

((وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِيْمَانِ)) (صحیح بخاری و مسلم)
”اور شرم و حیا بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔“

❖ ارکان ایمان

❖ ایمان کے چھ ارکان ہیں

- ① اللہ پر ایمان لانا۔
- ② اس کے فرشتوں پر ایمان لانا۔
- ③ اس کی کتابوں پر ایمان لانا۔
- ④ اس کے رسولوں پر ایمان لانا۔

⑤ روز قیامت پر ایمان لانا۔

⑥ اچھی و بُری تقدیر پر ایمان لانا۔

❖ دلائل ارکان ایمان

ایمان کے ان چھ ارکان میں سے پہلے پانچ کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ﴾

(البقرة: ۱۷۷)

”نیکی یہ نہیں کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لیے یا مغرب کی

طرف، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ پر اور یومِ آخرت اور فرشتوں پر اور اللہ

کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں پر ایمان و یقین رکھے۔“

اور چھٹے رکن ”تقدیر خیر و شر“ یعنی اچھی و بُری تقدیر کی دلیل یہ فرمانِ الہی ہے:

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾

(القمر: ۴۹)

”ہم نے ہر چیز ایک تقدیر و اندازے کے ساتھ پیدا کی ہے۔“

❖ تیسرا درجہ احسان

احسان کا ایک ہی رکن ہے کہ آپ اللہ کی عبادت (اس خشوع و خضوع اور انابت و

رجوع) سے کریں کہ گویا آپ اُسے بچشمِ خود دیکھ رہے ہیں، اور اگر آپ اس مقام کو نہیں پاسکتے

کہ آپ دیکھ رہے ہیں تو کم از کم یہ تو ضرور ہونا چاہیے کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔ (بخاری و مسلم)

❖ دلائل احسان

احسان کے قرآنی دلائل درج ذیل آیاتِ مبارکہ ہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ﴾

(النحل: ۱۲۸)

”اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں اور جو

عبادتیں اچھی طرح کرتے ہیں۔“
دیگر فرمان الہی ہے:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ اَلَّذِي يَرْكَ حِينَ تَقُومُ ۝
وَتَقْلُبُكَ فِي السَّجْدِ ۝ اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝﴾

(الشعراء: ۲۱۷ تا ۲۲۰)

”اور اُس زبردست اور رحیم پر توکل رکھئے جو آپ کو اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب آپ اٹھتے ہیں، اور سجدہ گزار لوگوں میں آپ کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھتا ہے، وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔“
ایک ارشادِ بانی ہے:

﴿وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُو مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ
إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ﴾

(یونس: ۶۱)

”(اے نبی ﷺ!) آپ جس حال میں بھی ہوتے ہوں، اور قرآن میں سے جو کچھ بھی سناتے ہوں اور لوگو! تم بھی جو کچھ کرتے ہو، اس سب کے دوران ہم تمہیں دیکھتے رہتے ہیں۔“

اور دین کے ان تین درجات پر سنت سے دلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مشہور حدیث ہے جو ”حدیثِ جبرائیل“ ﷺ کے نام سے معروف ہے، جسمیں ہے:

((عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ فَجَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَاسْتَدْرَكَ بَيْنَهُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخْذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ؟ فَقَالَ: أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا

اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَتَقِيمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَ
تَصُومَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنْ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا،
قَالَ: صَدَقْتَ، فَعَجَبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ، قَالَ: أَخْبِرْنِي
عَنِ الْإِيمَانِ؟ قَالَ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَ
الْيَوْمِ الْآخِرِ وَبِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، قَالَ: أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ؟
قَالَ: أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ،
قَالَ: أَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ؟ قَالَ: مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ
السَّائِلِ، قَالَ: أَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا؟ قَالَ: أَنْ تَلِدَ الْأُمَّةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ
تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رُعَاءَ الشَّاهِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ، قَالَ:
فَمَضَى فَلَبِثْنَا مَلِيًّا قَالَ: يَا عُمَرُ! اتَّذَرُونِ مِنَ السَّائِلِ؟ قُلْنَا: اللَّهُ
وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: هَذَا جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ أَمْرَ دِينِكُمْ))

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

”حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک ایک آدمی ہماری مجلس میں وارد ہوا، جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال انتہائی سیاہ تھے، اُس پر سفر کر کے آنے کی کوئی علامت (گردوغبار اور پراگندگی) نہ تھی اور وہ ہم سے اسے کوئی جانتا بھی نہیں تھا، وہ نبی ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے گھٹنوں سے گھٹنے ملا کر اور اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ کر دوزانو ہو کر باادب طریقہ سے بیٹھ گیا اور اس نے کہا: اے محمد ﷺ! مجھے بتائیے کہ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام یہ ہے کہ آپ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، اور یہ کہ

آپ نماز قائم کریں، اور زکوٰۃ ادا کریں، رمضان المبارک کے روزے رکھیں اور اگر زادِ راہ کی استطاعت ہو تو بیت اللہ شریف کا حج کریں۔“ اُس نووارد نے کہا: آپ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ ہم اُس کی بات پر بہت متعجب ہوئے کہ پہلے تو آپ ﷺ سے سوال کرتا ہے پھر خود ہی تصدیق بھی کر رہا ہے۔ اس کے بعد اس نے کہا: مجھے بتائیے کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایمان یہ کہ آپ اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، روزِ قیامت اور تقدیرِ خیر و شر پر مکمل ایمان رکھیں۔“ تب اس نے کہا: مجھے بتائیں کہ احسان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”احسان یہ ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس خشوع و خضوع اور انابت و رجوع سے کریں کہ گویا آپ اللہ تعالیٰ کو پچشمِ خود دیکھ رہے ہیں اور اگر آپ اس رتبہٴ بلند کو نہیں پاسکتے تو کم از کم یہ عالم تو ضرور ہی ہونا چاہئے کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔“ اس کے بعد اس نے کہا: مجھے آپ ﷺ یہ بتائیں کہ قیامت کب آنے والی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ وقوعِ قیامت کے بارے میں سوال کرنے والے سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔“ تب اس نے کہا: علاماتِ قیامت ہی بتادیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (۱) لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی۔ (۲) آپ دیکھیں گے کہ ننگے پاؤں ننگے بدن بھیڑ بکریاں چراتے پھرنے والے لوگ بڑی بڑی عمارتیں بنانے میں فخر کریں گے۔“

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اتنی باتیں کرنے اور سن لینے کے بعد وہ نوارد تو چلا گیا مگر ہم تھوڑی دیر تک سراسیمہ و خاموش بیٹھے رہے، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر (رضی اللہ عنہ)! کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ یہ نووارد

سائل کون تھا؟“ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، تو آپ ﷺ نے بتایا کہ ”یہ جبرائیل امین علیہ السلام تھے جو ایک اجنبی کی شکل میں تمہیں امور دین کی تعلیم دینے آئے تھے۔“

تیسرا اصول ❖ معرفت رسول ﷺ

رسول اللہ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم

ہے۔

بنی ہاشم قبیلہ قریش سے، اور قریش عرب سے اور عرب حضرت اسماعیل بن ابراہیم خلیل اللہ علیہما و علی نبینا افضل الصلوٰۃ والسلام کی اولاد سے ہیں۔

آپ ﷺ نے جملہ تریسٹھ برس عمر شریف پائی، جن میں سے چالیس برس بعثت و نبوت سے پہلے اور تیس سال بحیثیت نبی و رسول گزارے۔ آپ ﷺ کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ ہے۔ آپ ﷺ کو ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ (علق: ۱) کے نزول کے ساتھ شرف نبوت حاصل ہوا اور ﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ﴾ (المدثر: ۱-۲) کے نزول کے ساتھ بار رسالت سے مشرف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو شرک سے ڈرانے اور توحید کی دعوت دینے کے لیے مبعوث فرمایا۔ اور اس بات کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ ۚ وَرَبِّكَ فَكْبِرْ ۚ وَتِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ ۚ وَالرُّجْزَ فَأُهْجِرْ ۚ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْبِرُ ۚ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ﴾

(المدثر: ۱ تا ۷)

”اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے! اٹھو اور خبردار کرو، اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کرو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور گندگی سے دور رہو اور احسان نہ جتلاؤ زیادہ حاصل کرنے کے لیے اور اپنے رب کی خاطر صبر کرو۔“

❖ شرح مفردات

﴿قُمْ فَأَنْذِرْ﴾: آپ (ﷺ) ان لوگوں کو شرک سے ڈرائیں اور توحید کی دعوت دیں۔

﴿وَرَبِّكَ فَكْبِّرْ﴾: توحید کے ساتھ اللہ کی عظمت بیان کریں۔

﴿وَتَبَايَكَ فَطَهِّرْ﴾: اپنے اعمال کو شرک سے پاک کریں۔

﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾: الرُّجْز کا معنی اصنام (بت) اور فَاهْجُر (ان سے ہجرت کرو) کا

مطلب یہ ہے کہ جس طرح اب تک آپ (ﷺ) ان سے دور رہے ہیں، اسی طرح ان کے

بنانے اور پوجنے والوں سے دور رہیں، اور ان اصنام اور ان کے پرستار مشرکوں سے بیزاری و

براءت کا اظہار کریں ہے۔ آپ (ﷺ) نے اس اہم بنیادی نقطے پر دس سال صرف کیے اور

لوگوں کو توحید کی طرف دعوت دیتے رہے۔ دس سال کے بعد آپ (ﷺ) کو آسمانوں کی سیر

(معراج) کرائی گئی اور آپ (ﷺ) پر چنگ نہ نماز فرض کی گئی۔ پھر آپ (ﷺ) کو مدینہ منورہ کی

طرف ہجرت کر جانے کا حکم مل گیا۔ اور بلدِ شرک سے بلدِ اسلام کی طرف منتقل ہو جانے کا نام

ہجرت ہے، اور یہ بلدِ شرک سے بلدِ اسلام کی طرف نقل مکانی اور ہجرت کرنا اس امتِ محمدیہ پر

فرض ہے، اور یہ فریضہ قیامت تک باقی ہے۔ اس بات کی دلیل یہ فرمانِ الہی ہے۔

﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّيْنَاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا لَكُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ

فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضَ اللَّهِ وَاسِعَةً

فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولَئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَ ثَمَرُهَا ۝

إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ

حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۝ فَأُولَئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُو عَنْهُمْ

وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۝﴾ (النساء: ۹۷ تا ۹۹)

”جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے، اُن کی روحیں جب فرشتوں نے

قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟ انہوں نے جواب

دیا کہ ہم زمین میں کمزور اور مجبور تھے۔ فرشتوں نے کہا: کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔ ہاں جو مرد عورتیں اور بچے واقعی بے بس ہیں اور نکلنے کا کوئی راستہ اور ذریعہ نہیں پاتے، بعید نہیں کہ اللہ انہیں معاف کر دے۔ اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر کرنے والا ہے۔“

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَعْبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِيْ وَأَسْعَةً فَلْيَايَ فَاعْبُدُونِ ۝﴾

(العنکبوت: ۵۶)

”اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! میری زمین وسیع ہے پس تم میری ہی بندگی بجالاؤ۔“

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے سبب و شان نزول کے بارے میں کہا ہے: ”یہ آیت اُن مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ شریف میں رہ گئے اور انھوں نے ہجرت نہ کی، اللہ تعالیٰ نے انہیں اہل ایمان کے نام سے نداء دی اور پکارا ہے۔“

اور حدیث پاک سے ہجرت کی دلیل رسالت مآب ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

((لَا تَنْقُطُ الْهَجْرَةُ حَتَّى تَنْقُطَ التَّوْبَةُ وَلَا تَنْقُطَ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا)) ۹

”جب تک توبہ کا دروازہ بند نہیں ہو جاتا تب تک ہجرت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوگا۔ جبکہ توبہ کا دروازہ اس وقت تک بند نہیں ہوگا جب تک کہ سورج مغرب سے (بروزِ قیامت) طلوع نہیں ہوتا۔“

(☆ علامہ مناوی نے اپنی کتاب کنوز الحقائق میں یہ روایت ابن عساکر کی طرف ان الفاظ میں

منسوب کی ہے:

[لَا تَنْقُطُ الْهَجْرَةُ مَا دَامَ الْعَدُوُّ يُقَاتِلُ]

”ہجرت کا سلسلہ اُس وقت تک منقطع نہیں ہوگا جب تک دشمن سے آمنا سامنا رہے گا۔“

اور انھوں نے امام احمد بن حنبلؒ کی طرف ان الفاظ میں بھی یہ روایت منسوب کی ہے:

((الْهَجْرَةُ بِأَقِيَّةٍ مَا قُوِّنَ الْكُفْرُ))

”اُس وقت تک ہجرت باقی رہے گی جب تک کفار سے جنگ رہے گی۔“

[جب تک وہ قوت و صولت میں زیادہ رہیں گے۔] (☆)

جب آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں اپنے قدم خوب جمالیے تو آپ ﷺ کو بقیہ احکام و شرائع اسلام مثلاً زکوٰۃ، حج، آذان، جہاد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ کا حکم دیا گیا، اور ان امور پر آپ ﷺ نے دس برس گزاریے، تب آپ ﷺ نے وفات پائی، مگر آپ ﷺ کا دین قیامت تک باقی رہے گا۔

❖ دین اسلام اور شریعت محمدیہ کا خلاصہ

نبی ﷺ کا دین (اس کا مختصر مگر جامع و مانع خلاصہ) یہ ہے:

بھلائی کا کوئی ایسا کام نہیں کہ آپ ﷺ نے امت کو اس کی اطلاع نہ دی ہو، اور برائی کا کوئی کام ایسا نہیں کہ جس سے امت کو متنبہ نہ کیا ہو۔

جس بھلائی کی طرف آپ ﷺ نے راہنمائی فرمائی ہے وہ توحید باری تعالیٰ اور ہر وہ کام ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور جو اس کی رضا کے حصول کا ذریعہ ہے اور جس برائی سے آپ ﷺ نے روکا اور متنبہ کیا ہے وہ شرک اور ہر وہ کام ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے اور برا سمجھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو پوری انسانیت (تمام لوگوں) کی طرف مبعوث کیا، اور

ہر دو عالم جن و انس پر آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری فرض قرار دی ہے۔ اس بات کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ (الاعراف: ۱۵۸)

”اے محمد ﷺ! آپ کہہ دیجئے، اے لوگو! میں تم سب (جنوں اور

انسانوں) کی طرف اللہ کا پیغمبر ہوں۔“

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر دین اسلام کی تکمیل کی (دین و دنیا کے تمام مسائل کا حل پیش کیا اور اس میں کسی قسم کی کوئی تشنگی اور کمی باقی نہیں چھوڑی) جس کی دلیل یہ فرمان الہی ہے:

﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ

لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المائدہ: ۳)

”آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم

پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے

پسند و قبول کر لیا ہے۔“

آپ ﷺ کے دنیا سے وفات پا جانے کی دلیل قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ

تَخْتَصِمُونَ ۝﴾ (الزمر: ۳۰-۳۱)

”اے نبی (ﷺ) آپ کو بھی مرنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے، آخر کار

قیامت کے روز تم سب اپنے رب کے حضور اپنا اپنا مقدمہ پیش کرو گے۔“

تمام لوگ مرنے کے بعد (روزِ محشر جزاء و سزا کے لیے) دوبارہ اٹھائے جائیں گے، اور اس کی دلیل یہ ارشاد الہی ہے:

﴿مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى ۝﴾

(طہ: ۵۵)

”اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے، اسی میں ہم تمہیں واپس لے جائیں گے، اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔“
اور یہ ارشادِ ربانی بھی بعث بعد الموت کی دلیل قاطع ہے:

﴿وَاللّٰهُ اَنْبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۚ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ

اِخْرَاجًا﴾ (نوح: ۱۷-۱۸)

”اور اللہ نے تمہیں زمین سے خاص طور سے پیدا کیا، پھر وہ تمہیں اسی زمین میں واپس لے جائے گا اور (قیامت کے روز پھر اسی زمین سے) تمہیں یکا یک نکال کھڑا کرے گا۔“

دوبارہ اٹھائے جانے کے بعد لوگوں سے حساب و کتاب لیا جائے گا اور ان کے اعمال کے مطابق انہیں جزا و سزا دی جائے گی۔ جسکی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِیْنَ اَسَاءُوْا بِمَا

عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی﴾ (النجم: ۳۱)

”اور زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا مالک اللہ ہی ہے، تاکہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور ان لوگوں کو اچھی جزا سے نوازے جنہوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔“

جس نے بعث بعد الموت (مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے) کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا۔ جس کی دلیل یہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿زَعَمَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنْ لَّنْ يُعٰثَرُوْۤا قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّۤوُنَّ

بِمَا عَمِلْتُمْ وَذٰلِكَ عَلٰی اللّٰهِ یَسِیْرٌ﴾ (التغابن: ۷)

”کافروں نے بڑے دعوے سے کہا ہے کہ وہ مرنے کے بعد دوبارہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے، ان سے کہو: نہیں میرے رب کی قسم! تم ضرور

اٹھائے جاؤ گے، پھر ضرور تمہیں بتایا جائے گا کہ تم نے (دنیا میں) کیا کچھ کیا ہے، اور ایسا کرنا اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔“
 اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو (نعیم جنت کی) بشارت دینے اور (عذاب جہنم) سے ڈرانے والے بنا کر بھیجا تھا، جس کی دلیل یہ فرمان الہی ہے:

﴿رَسُولًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ

الرُّسُلِ﴾ (النساء: ۱۶۵)

”سارے رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ ان کو مبعوث کر دینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے مقابلہ میں کوئی عذر نہ باقی رہے۔“

رسولوں میں سے پہلے رسول (نہ کہ پہلے نبی) حضرت نوح علیہ السلام اور سب سے آخری رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کے پہلے رسول (نہ کہ پہلے نبی) ہونے کی دلیل یہ ارشاد الہی ہے:

﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ﴾

(النساء: ۱۶۳)

”(اے نبی ﷺ!) ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد والے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔“

ہر امت کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک رسول بھیجے ہیں جو اپنے امتیوں کو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیتے اور طاغوت کی عبادت سے منع کرتے چلے آئے ہیں۔ اس کی دلیل یہ ارشاد الہی ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾

(النحل: ۳۶)

”ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اُس کے ذریعے سب کو خبردار

کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔“

اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں (جن و انس) پر طاغوت کا انکار و کفر اور اللہ تعالیٰ پر ایمان

لا نافرہ قرار دیا ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ ”طاغوت“ کا تعارف کرواتے ہوئے کہتے ہیں:

”جس کسی بھی باطل معبود (جس غیر اللہ کی عبادت کی جائے) یا متبوع (جس کی ایسے امور میں

اتباع کی جائے جن میں اللہ کی معصیت ہو) یا مطاع (جس کی اطاعت امورِ حلت و حرمت میں

اس طرح کی جائے کہ جس میں فرامین الہی کی مخالفت ہو) کی وجہ سے بندہ اپنی حدودِ بندگی

(خالص عبادت الہی) سے تجاوز کر جائے وہی چیز ”طاغوت“ ہے، اور طاغوت تو بے شمار ہیں مگر

ان کے سر کردہ دوسرے بر آوردہ پانچ ہیں:

① ابلیس لعین۔

② ایسا شخص جسکی عبادت کی جائے اور وہ اس فعل پر رضا مند ہو۔

③ جو شخص لوگوں کو اپنی عبادت کرنے کی دعوت دیتا ہو۔

④ جو شخص علم غیب جاننے کا دعویٰ کرتا ہو۔

⑤ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی شریعت کے خلاف فیصلہ کرے۔

اور اس بات کی دلیل یہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ

وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا، وَاللَّهُ

سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (البقرہ: ۲۵۶)

”دین کے معاملہ میں زورِ بردستی نہیں ہے کیونکہ ہدایت یقیناً گمراہی سے

ممتاز ہو چکی ہے، اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا تو

اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں ہے، اور اللہ (جس کا سہارا اُس نے لیا ہے) سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔“
یہی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے) کا صحیح مفہوم و معنی ہے۔ حدیثِ پاک میں ارشادِ رسالت مآب ﷺ ہے:

((رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعُمُودُهُ الصَّلَاةُ وَذُرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ))

”اس دین کی اصل چیز، اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کا اعلیٰ ترین مرتبہ و مقام جہاد فی سبیل اللہ ہے۔“

واللہ اعلم۔ تمت الاصول الثلاثة



❖ دوسرا سالہ ❖ مختصر مسائل نماز

❖ شرائط قبولیت نماز

❖ قبولیت نماز کی نو شرطیں ہیں

- | | | |
|--------------------|----------------------------------------|-------------------|
| ① اسلام | ② عقل | ③ تمیز یا سن شعور |
| ④ رفعِ حدث یا وضوء | ⑤ ازالہ نجاست | ⑥ ستر پوشی |
| ⑦ دخولِ وقت | ⑧ استقبالِ قبلہ (قبلہ کی طرف منہ کرنا) | ⑨ نیت |

❖ پہلی شرط اسلام

قبولیت نماز کی سب سے پہلی شرط اسلام ہے، جس کا عکس و متضاد کفر ہے، جبکہ کافر کا ہر عمل مردود و غیر مقبول ہے، چاہے اس نے کوئی بھی عمل کیا ہو، اور اس کی دلیل یہ ارشادِ الہی ہے:

﴿مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسْجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ بِالْكَفْرِ أُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِهِمْ خَالِدُونَ﴾

(التوبة: ۱۷)

”مشرکین کا کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کے خادم بنیں، درآں حالیکہ اپنے اوپر وہ خود کفر کی شہادت دے رہے ہیں۔ ان کے تو سارے اعمال ضائع ہو گئے اور جہنم میں انہیں ہمیشہ رہنا ہے۔“

اور دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ مَكَرُوا بِكَ بِمَا كَانُوا فِيكَ أَعْمِلُونَ﴾

(الفرقان: ۲۳)

”اور جو کچھ بھی ان کا کیا دھرا ہے، اسے لیکر ہم غبار کی طرح اڑا دیں گے۔“

دوسری شرط ❖ عقل

قبولیت نماز کی دوسری شرط نماز کا باہوش و حواس اور عقلمند ہونا ہے، جس کا متضاد جنون و دیوانگی ہے، اور دیوانہ و پاگل اس وقت تک مرفوع القلم (غیر مکلف) ہے جب تک کہ اسے جنون و پاگل پن کے مرض سے افادہ نہ ہو جائے۔ اور اس کی دلیل یہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

((رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ النَّائِمِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ وَالْمَجْنُونِ حَتَّى

يَفِيْقَ وَالصَّبِيَّ حَتَّى يَبْلُغَ)) ۱۲

”تین آدمیوں (کے اعمال لکھنے) سے قلم اٹھالی گئی ہے سویا ہوا آدمی

جب تک کہ وہ بیدار نہ ہو جائے۔ دیوانہ جب تک کہ وہ شفا یاب نہ ہو

جائے۔ کم سن بچہ جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے۔“

تیسری شرط ❖ تمیز یا سن شعور

صحت و قبولیت نماز کی تیسری شرط نماز کا سن شعور یا عمر تمیز کو پہنچا ہوا ہونا ہے اور تمیز کا متضاد کم سنی و بچپن ہے جسکی حد سات سال تک کی عمر ہے۔ اس کے بعد اسے نماز کا حکم دیا جائیگا۔ جس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

((مُرُوا أَبْنَاءَكُمْ بِالصَّلَاةِ لِسَبْعٍ وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا لِعَشْرِ وَفَرِّقُوا

بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ)) ۱۳

”اپنے بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو اور دس سال کی عمر میں

بھی اگر وہ نماز نہ پڑھیں تو انہیں مار کر نماز پڑھاؤ۔ اور اس عمر کے بعد

انہیں الگ الگ بستر پر سلاؤ۔“

❖ چوتھی شرط ❖ رفعِ حدث یا وضوء کرنا

قبولیت نماز کی چوتھی شرط رفعِ حدث ہے جسے ہم وضوء کے نام سے پہچانتے ہیں جس کا موجب حدث (پیشاب، پاخانہ، خروجِ ہوا وغیرہ) ہے۔

❖ شرائط وضوء

وضوء کے صحیح ہونے کی دس شرطیں ہیں۔

- ① اسلام ② عقل ③ سنِ تمیز ④ نیت ⑤ حکم نیت کی مصاحبت کہ طہارت و وضوء مکمل ہو جانے تک وہ نیت کو قطع نہیں کریگا۔ ⑥ موجب وضوء کا انقطاع۔ ⑦ استنجاء یا ڈھیلے کا استعمال۔ ⑧ پانی کا پاک یا کم از کم مباح ہونا۔ ⑨ جو چیز (نیل پالش وغیرہ) پانی کو اعضاء وضوء تک پہنچنے سے روکے، اس کا ازالہ کرنا۔ ⑩ اگر کسی کو بیماری (سلسل بول و ریح یا استخاضہ وغیرہ) کی وجہ سے مسلسل حدث کی شکایت رہتی ہو تو اسکے لیے کسی فرض نماز کے وقت کا دخول۔

❖ فرائض وضوء

❖ وضوء کے فرائض چھ ہیں

- ① منہ دھونا، گلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا بھی منہ دھونے میں شامل ہے۔ اور منہ کی حدود اربعہ اس طرح ہیں کہ طول میں پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور عرض میں دونوں کانوں تک دھونا۔ ② دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھونا۔ ③ پورے سر کا مسح کرنا، دونوں کانوں کا مسح کرنا بھی سر کے مسح میں شامل ہے۔ ④ ٹخنوں تک دونوں پاؤں کو دھونا۔ ⑤ تمام اعضاء وضوء کو دھونے میں ترتیب کا لحاظ رکھنا۔ ⑥ اعضاء وضوء کو دھونے میں تسلسل کو قائم رکھنا۔

☆ ان میں سے پہلے چار فرائض کی دلیل یہ ارشادِ الہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ

وَأَيِّدِيكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلُكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَى أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَيِّدِيكُمْ مِنْهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٦﴾ (المائدة: ٦)

”اے ایمان والو! جب تم نماز کیلئے اٹھو تو اپنے منہ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو، اپنے سروں کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو، اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کرلو، ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم سے کوئی حاجتِ ضروری سے فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کرلو، اُسے اپنے چہروں پر اور ہاتھوں پر مل لو، اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی ڈالنا نہیں چاہتا بلکہ اُس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا اور تمہیں اپنی بھرپور نعمت دینے کا ہے، تاکہ تم شکر ادا کرتے رہو۔“

☆ ترتیبِ غسلِ اعضاء کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں ہے:

((ابْدُءُ وَابْمَا بَدَأَ اللَّهُ بِهِ)) ۱۴

”تم بھی اُسی سے ابتداء کرو جس سے اللہ نے ابتداء کی ہے۔“

☆ تسلسلِ غسلِ اعضاء کے شرط ہونے کی دلیل ”صاحبُ ۱ للمع“ والی حدیثِ نبوی ﷺ ہے کہ جب آپ ﷺ نے ایک آدمی کے پاؤں پر ایک درہم کے برا بر خشکی کی سفیدی دیکھی جسے پانی نہیں پہنچا تھا تو اسے نبی ﷺ نے دوبارہ وضوء کرنے کا حکم دیا۔

(☆ اس حدیثِ مذکور کے اصل الفاظ جو حضرت ابوبکر و عمر سے ابن عمر رضی اللہ عنہم اور ان سے

سالم نے نقل کیے ہیں، یہ ہیں:

((جَاءَ رَجُلٌ وَقَدْ تَوَضَّأَ وَبَقِيَ عَلَى ظَهْرٍ قَدْ مِثْلَ ظَفْرِ إِبْهَامِهِ
فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ) اِرْجِعْ فَأَتِمَّ وَضُوءَكَ فَفَعَلَ)) (دارقطنی)
”ایک آدمی آیا جو وضوء کر چکا تھا مگر اس کے پاؤں پر انگوٹھے کے ناخن
کے برابر جگہ خشک رہ گئی تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ
واپس جا کر اپنا وضوء مکمل کرو تو اس نے ایسا ہی کیا۔“

اس آدمی کو پورا وضوء دہرانے کا حکم دینے سے معلوم ہوا کہ تسلسل غسل اعضاء لازمی شرط ہے
ورنہ آپ ﷺ صرف یہی کہہ دیتے کہ جاؤ اور جا کر پاؤں دوبارہ دھو لو تا کہ خشکی والی جگہ بھی تر
ہو جائے۔ مگر اس طرح تسلسل حاصل نہیں ہوتا تھا لہذا پورے وضوء کا حکم فرمایا۔ (☆)

❖ واجب وضوء

وضوء کا واجب، یاد ہونے کی صورت میں صرف تسمیہ (بِسْمِ اللّٰهِ) کہنا ہے۔
(☆ وضوء کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ کے وجوب کی دلیل یہ حدیث نبوی ﷺ ہے:
((لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَا وَضُوءَ لَهُ وَلَا وَضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ
عَلَيْهِ)) ۱۵

”اس آدمی کی نماز نہیں جس کا وضوء نہیں اور اس کا وضوء نہیں جس نے اُس
کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ نہ کہی ہو۔“
ہاں! اگر بھول کر بِسْمِ اللّٰهِ چھوٹ جائے تو اس پر بعض احادیث کی رو سے کوئی مواخذہ نہیں۔
البتہ عمداً نہیں چھوڑنی چاہئے۔ (☆)

❖ نواقض وضوء

نواقض وضوء (اُسے توڑنے والے امور) یا وہ اسباب جن سے وضوء ٹوٹ جاتا ہے وہ آٹھ ہیں:

① پاخانہ و پیشاب کی جگہوں سے کچھ نکلنا۔ ② جسم کے کسی حصہ سے کسی نجس چیز (پپیو وغیرہ) کا زیادہ مقدار میں بہہ نکلنا۔ ③ زوالِ عقل مثلاً (بے ہوش ہونا یا گہری نیند وغیرہ) کی حالت۔ ④ شہوت و خواہشاتِ نفس سے مغلوب ہو کر عورت کو چھونا۔ ⑤ اگلی یا پچھلی شرمگاہ کو ہاتھ لگانا۔ ⑥ اونٹ کا گوشت کھانا۔ ⑦ میت کو غسل دینا۔ ⑧ اسلام سے مرتد ہو جانا۔ (اللہ تعالیٰ اس سے اپنی پناہ میں رکھے)۔

(☆) ان نواقض میں سے عورت کو چھونے اور میت کو غسل دینے کے ناقض وضوء ہونے میں اختلاف ہے۔ اور علامہ ابن بازؒ نے ”الدرر المہمۃ“ میں لکھا ہے کہ دلائل کی قوت کے پیش نظر علماء کے صحیح تر قول کے مطابق یہ نواقض وضوء نہیں ہیں۔ (☆)

پانچویں شرط ❖ ازالہ نجاست

قبولیتِ نماز کی پانچویں شرط یہ ہے کہ جسم، کپڑوں اور جانماز سے نجاست زائل کر کے انہیں دھو کر پاک کیا جائے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَيَا بَاكَ فَطْهُرٌ﴾
 ”اور اپنے کپڑوں کو پاک کرو۔“
 (المائدہ: ۴)

چھٹی شرط ❖ ستر پوشی

صحت و قبولیتِ نماز کی چھٹی شرط ستر پوشی ہے، اور تمام اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر کوئی شخص ستر پوشی پر قادر ہونے کے باوجود ننگے بدن نماز ادا کرتا ہے تو اس کی نماز فاسد و باطل ہے۔ مرد اور غلام عورت (کنیز) کی ستر پوشی کی حد ناف سے لیکر گھٹنوں تک ہے، اور آزاد عورت کا چہرے کے سوا (اور یہ بھی صرف نماز کی حد تک ہے) پورا جسم ہی شامل ستر ہے۔ اور اس ستر پوشی کی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾
 (الاعراف: ۳۱)

”اے بنی آدم! ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت (لباس) سے آراستہ رہو۔“

عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ كَامِعًا عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ (ہر نماز ادا کرتے وقت) ہے۔

ساتویں شرط ❖ دخول وقت

شرط نماز میں سے ایک شرط نماز کے وقت کا دخول بھی ہے، جس کی ایک دلیل تو وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ کی نماز کے اول اور آخر وقت میں امامت کرائی اور فرمایا:

((يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ الصَّلَاةَ بَيْنَ هَذَيْنِ الْوَقْتَيْنِ)) ۱۶

”اے محمد (ﷺ)! وقت نماز انہی دونوں وقتوں کے مابین ہے۔“

اور دوسری دلیل یہ ارشاد الہی ہے:

﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا﴾ (النساء: ۱۰۳)

”نماز درحقیقت ایسا فرض ہے جو پابندی وقت کے ساتھ اہل ایمان پر لازم کیا گیا ہے۔“

اور اوقات نماز کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گرامی ہے:

﴿اقِمِ الصَّلَاةَ لِلدُّلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ

قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا﴾ (بنی اسرائیل: ۷۸)

”نماز قائم کرو زوال آفتاب سے لے کر رات کے اندھیرے تک اور فجر کے قرآن کا بھی التزام کرو فجر کا قرآن مشہود ہوتا ہے۔“ (اس میں شب و روز کے فرشتے حاضر و گواہ ہوتے ہیں)

آٹھویں شرط ❖ استقبال قبلہ

شرائط قبولیت نماز میں سے ہی نماز کا قبلہ رو ہونا بھی ایک شرط ہے جس کی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا

وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ (البقرة: ۱۴۴)

”اے نبی (ﷺ)! یہ آپ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا ہم دیکھ رہے ہیں، لو ہم اُسی قبلے کی طرف آپ کو پھیر دیتے ہیں جسے آپ پسند کرتے ہیں مسجد حرام کی طرف رخ پھیر لو۔ اب جہاں کہیں تم ہو، اسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرو۔“

نویں شرط ❖ نیت

نماز کی نیت کرنا بھی اس کی صحت و قبولیت کی شرائط میں سے ہے۔ اور نیت کا مقام دل ہے اور زبان کے ساتھ نیت کے الفاظ (چار رکعت نماز ظہر وغیرہ) کا ادا کرنا بدعت و ناجائز ہے۔ نیت کے شرط ہونے کی دلیل یہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى)) بحل

”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کے لیے وہی ہے جس کی اس نے (دل سے) نیت کی۔“

ارکانِ نماز

نماز کے چودہ ارکان ہیں:

- 1- قیام بشرط طاعت 2- تکبیر تحریمہ 3- سورۃ فاتحہ پڑھنا 4- رکوع کرنا 5- قومہ کرنا (رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کھڑے ہونا) 6- سات اعضاء پر سجدہ کرنا 7- اعتدال 8- دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا (جلسہ) 9- تمام ارکان کی ادائیگی میں اطمینان 10- ترتیب 11- آخری تشہد (التحیات پڑھنا) 12- تشہد پڑھنے کے لیے بیٹھنا (قعدہ ثانیہ) 13- نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھنا 14- دونوں طرف سلام پھیرنا۔

❖ پہلا رکن قیام بشرط طاعت

اگر طاعت ہو تو قیام (کھڑے ہو کر سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھنا) نماز کا رکن ہے جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد حقیقت بنیاد ہے:

﴿حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَنِينَ﴾

(البقرہ: ۲۳۸)

”اپنی نمازوں کی نگہداشت رکھو، خصوصاً وسطی نماز (نمازِ عصر) کی اور اللہ

کے آگے اس طرح کھڑے رہو جیسے فرمانبردار غلام کھڑے ہوتے ہیں۔“

(☆ قیام کو طاعت کے ساتھ مقید کر دیا گیا ہے تاکہ بوڑھے ضعیف، کمزور و ناتواں اور مریضوں کو کھڑے ہونے سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔ مگر جو لوگ صحت مند اور طاقتور ہونے کے باوجود بیٹھ کر نماز (سنن اور نوافل) ادا کرتے ہیں، ان کے لیے درس عبرت اور لمحہ فکریہ ہے۔ ☆)

❖ دوسرا رکن تکبیر تحریمہ

نماز کا دوسرا رکن تکبیر تحریمہ (کانوں یا کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے ہوئے اللہ اکبر کہنا) ہے جس کی دلیل یہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

((تَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ)) ۱۸

”نماز کی تحریم (گفتگو وغیرہ کا حرام ہونا) اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا اور اس کی تحلیل

(گفتگو وغیرہ کا حلال ہونا) سلام پھیرنا ہے۔“

تکبیر تحریمہ کے بعد دعائے افتتاح پڑھے جس کا پڑھنا سنت ہے وہ دعاء یہ ہے:

((سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى

جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ))

”پاک ہے تو اے اللہ! اپنی تعریفوں کے ساتھ، تیرا نام اور تیری بزرگی

بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔“

❖ شرح مفردات

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ: اے اللہ! میں تیرے جلال کے شایانِ شان تیری پاکیزگی بیان کرتا ہوں۔

وَبِحَمْدِكَ: تیری ہر قسم کی حمد اور ثناء خوانی کرتا ہوں۔

وَتَبَارَكَ اسْمُكَ: برکت تیرے ہی ذکر سے حاصل ہوتی۔

وَتَعَالَى جَدُّكَ: تیری عظمت بہت بلند و بالا ہے۔

وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ: اے اللہ! اس ارض و سماء میں تیرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ہے۔

اس کے بعد یہ تعوذ پڑھے: ((أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ))

”میں شیطانِ مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔“

❖ شرح مفردات

أَعُوذُ بِاللَّهِ: اے اللہ! تیرا سہارا و پناہ لیتا ہوں، تجھ سے التجا کرتا ہوں، تیرے ہی فضل و احسان

کے بل بوتے پر گناہوں سے بچتا ہوں۔

مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ: (اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں) شیطان سے، جو اللہ تعالیٰ کے دربار

سے دھتکارا ہوا اور اس کی رحمتوں سے دور کر دیا گیا ہے کہ وہ (شیطان) میرے دینی معاملات یا دنیاوی امور میں مجھے کسی قسم کا ضرر و نقصان پہنچائے۔

❖ تیسرا رکن ❖ سورۃ فاتحہ پڑھنا

نماز کا تیسرا رکن ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا ہے، اور اس کا ثبوت اس حدیث نبوی ﷺ میں موجود ہے:

((لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)) (صحیح بخاری وغیرہ)

”اس شخص کی کوئی نماز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی“۔

اور سورۃ فاتحہ قرآن کریم کی اصل (ام القرآن) ہے۔

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ..... کے بعد حصول برکت و استعانت کے لیے یہ کہے:

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾

”شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے“۔

اس کے بعد یہ سورۃ فاتحہ پڑھے :

﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ مٰلِکِ یَوْمِ

الدِّیْنِ ۝ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ

الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ

وَلَا الضَّالِّیْنَ ۝ آمِیْنِ﴾

”ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے، نہایت

مہربان اور رحم فرمانے والا ہے، روزِ جزاء کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت

کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں، ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا

راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا جو معتوب نہیں ہوئے جو بھٹکے ہوئے ہیں“۔

❖ شرح مفردات

الْحَمْدُ : تعریف و ثناء، **الْحَمْدُ** کا الف لام ہر قسم کی حمد و ثناء کے استغراق کے لیے ہے۔ البتہ وہ حسین و جمیل آدمی یا چیز جس کا اپنی اُس خوبی (حسن و جمال) میں اپنا کوئی عمل دخل نہ ہو (بلکہ یہ سب خالق کی دین ہو) ایسی خوبی پر اس کی تعریف و ثناء بیان کرنا مدح کہلاتا ہے نہ کہ حمد۔

الرَّبُّ : لائق عبادت، پیدا کرنے اور رزق پہنچانے والا، کائنات کا مالک، جہاں میں تصرف کرنے اور کاروبارِ عالم کو چلانے والا اور اپنی نعمتوں کے ساتھ تمام مخلوقات کو پالنے والا۔

الْعَالَمِينَ : اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ جہاں یا عالم (عالمین کا مفرد) ہے، اور اللہ تعالیٰ تمام عالموں کا رب ہے۔

الرَّحْمَنُ : بلا تخصیص مومن و کافر، تمام مخلوقات پر رحمتیں نازل کرنے والا۔

الرَّحِيمُ : بطور خاص صرف مومنوں پر رحمتیں نازل کرنے والا۔ اللہ تعالیٰ کے مومنوں کے ساتھ خصوصی طور پر رحیم و مہربان ہونے کی دلیل یہ ارشادِ الہی ہے:

﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا﴾ (الاحزاب: ۴۳)

”اور اللہ تعالیٰ (بروزِ قیامت) مومنوں کے ساتھ بڑا رحیم و مہربان ہوگا۔“

يَوْمَ الدِّينِ : جزاء و حساب کا دن، جس دن ہر کسی کو اُس کے عمل کا بدلہ دیا جائے گا، اگر اچھا عمل کیا ہوگا تو اچھا بدلہ اور انعام و اکرام دیا جائے گا اور اگر برا عمل کیا ہوگا تو اس کا برا بدلہ اور سزا و عذاب دیا جائیگا۔ اور اس یومِ حساب کی دلیل یہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ ۝ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ ۝ يَوْمَ

لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۝ وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ۝﴾

(الانفطار: ۱۷-۱۹)

”اور تم کیا جانتے ہو کہ وہ جزاء کا دن کیا ہے؟ ہاں تمہیں کیا خبر ہے کہ وہ جزاء کا دن کیا ہے؟ یہ وہ دن ہے جب کسی شخص کے لیے کچھ کرنا کسی کے

بس میں نہیں ہوگا۔ اور حکم اُس روز صرف اللہ ہی کا ہوگا۔“

اور حدیث شریف میں رسالت مآب ﷺ کا ارشاد ہے:

((الْكَيْسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اتَّبَعَ

نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَنَّى عَلَى اللَّهِ الْأَمَانِي)) ۱۹

”داشمند وہ ہے جو اپنے نفس کا ہر پل محاسبہ کرتا رہے اور اُخروی زندگی کے

لیئے نیک عمل کرے اور عاجز و ناداں وہ ہے جس نے اپنے نفس کو

خواہشات کا غلام بنا دیا اور اللہ تعالیٰ سے رحم و کرم اور مغفرت کی امیدیں

لگائے (عمل صالح سے خالی دامن) بیٹھا رہا۔“

إِيَّاكَ نَعْبُدُ: اے میرے اللہ! ہم تیرے سوا کسی کی قطعاً عبادت نہیں کرتے۔ یہ اللہ اور بندہ

کے مابین ایک عہد و پیمان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کی عبادت کرتا ہے اور نہ

کرے گا۔

وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ: یہ بھی اللہ اور بندے کے مابین ایک معاہدہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی

سے مدد کا طلبگار ہوتا ہے اور نہ ہوگا۔

اهْدِنَا: ہماری راہنمائی کر، ہمیں ہدایت عطا فرما اور اس پر ہمیں ثابت قدم رکھ۔

الصِّرَاطُ: دین اسلام اس کا معنی ”رسول“ بھی بیان کیا گیا ہے اور اسی طرح ہی اس سے مراد

”قرآن کریم“ بھی لیا گیا ہے اور یہ بھی معانی حق و درست ہیں۔

الْمُسْتَقِيمُ: جس میں کوئی کجی اور ٹیڑھاپن نہ ہو۔

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ: اُن لوگوں کا راستہ جن پر انعام کیا گیا۔ ماضی میں انعام یافتہ

لوگوں کے وجود کی دلیل یہ ارشادِ خالق کائنات ہے:

﴿مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ

النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ

رَفِيقًا ﴿﴾

(النساء: ۲۹)

”جو لوگ اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گے، وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ اور کیسے اچھے ہیں یہ رفیق جو کسی کو میسر آئیں۔“

غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ: (ان لوگوں کا راستہ نہیں جن پر تیرا غضب نازل ہوا) ان سے مراد یہودی ہیں، جن کے پاس علم تو تھا مگر انہوں نے اُس پر عمل نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں کہ اُن کے راستے سے محفوظ رکھے۔

وَالصَّالِّينَ: (اور نہ گمراہوں کا راستہ) ان سے مراد عیسائی ہیں، جو جہالت و گمراہی کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں کہ اُن کے راستے سے بھی محفوظ رکھے۔

سابقہ زمانہ میں گمراہی کے وجود کی دلیل یہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۝ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يُحْسِبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾

(الكهف: ۱۰۳-۱۰۴)

”اے نبی! ان سے کہو: کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ ناکام و نامراد کون لوگ ہیں؟ وہ کہ دنیاوی زندگی میں جنگی ساری سعی و جہد راہ راست سے بھٹکی رہی اور وہ سمجھتے رہے کہ سب کچھ ٹھیک کر رہے ہیں۔“

اور یہود و نصاریٰ کے بارے میں یہ حدیث رسالت مآب ﷺ بھی دلیل ہے:

((لَتَتَّبِعَنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ حَدُّوْا الْقُدَّةَ بِالْقُدَّةِ حَتَّىٰ لَوْ دَخَلُوا جَحْرَ ضَبٍّ لَدَّ خَلْتُمُوهُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى قَالِ

(فَمَنْ؟) (بخاری و مسلم)

”تم یقیناً اس سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے راستے (عادات) کو بعینہ اپناؤ گے یہاں تک کہ اگر وہ کسی گاوہ کی بل میں داخل ہوئے تھے تو تم بھی اس میں داخل ہو گے۔ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! گزرے ہوئے لوگوں سے آپ کی مراد یہودی و عیسائی ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ نہیں تو اور کون ہیں؟“۔

(☆) معنی ایہ ہے کہ یہ امت اہل کتاب کے کرتوت اپنالے گی۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ گوہ کی بل میں داخل ہونے کا اصل واقعہ یہ ہے کہ سانپ اپنی بل خود نہیں بناتا بلکہ گوہ کی بنی بنائی بل سے اس کو نکال کر زبردستی خود اس میں ڈیرہ لگا لیتا ہے جو اُس کے گوہ پر ظلم کی انتہائی بھیانک شکل ہے، یہی وجہ ہے کہ سانپ کا ظلم ضرب المثل بن گیا اور ظالم کے بارے میں کہا جانے لگا کہ فلاں آدمی ”أَظْلَمُ مِنَ الْحَيَّةِ“ سانپ سے بھی زیادہ ظالم ہے۔ (☆)

ایک دوسری حدیث نبوی ﷺ میں ہے:

((اِفْتَرَقَتِ الْيَهُودُ عَلَى اِحْدَى وَسَبْعِينَ فِرْقَةً وَ اِفْتَرَقَتِ النَّصَارَى عَلَى اثْنَتَيْنِ وَ سَبْعِينَ فِرْقَةً وَ سَتَفْتَرِقُ هَذِهِ الْأُمَّةُ عَلَى ثَلَاثٍ وَ سَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهَا فِي النَّارِ إِلَّا وَاحِدَةً قُلْنَا مَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: مَنْ كَانَ عَلَى مِثْلِ مَا آنَا عَلَيْهِ وَ أَصْحَابِي)) ۲۰

”یہود اکہتر فرقوں میں بٹ گئے اور عیسائیوں کے بہتر فرقے بن گئے اور یہ امت محمدیہ تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائیگی۔ تمام فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک کے۔“ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں) ہم نے پوچھا کہ وہ کونسا فرقہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جن کا عمل اس طرح کا ہوگا جس طرح کا (آج) میرا اور میرے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کا ہے۔“

❖ چوتھا رکن رکوع

نماز کا چوتھا رکن ”رکوع“ ہے۔

❖ پانچواں رکن قومه

نماز کا پانچواں رکن ”قومہ“ (رکوع سے سر اٹھا کر کھڑے ہونا) ہے۔

❖ چھٹا رکن سجدہ

نماز کا چھٹا رکن ”سات اعضا پر سجدہ کرنا“ ہے۔

❖ ساتواں رکن اعتدالِ اعضا جسم

نماز کا ساتواں رکن اعتدالِ اعضا جسم ہے۔

(☆ اعتدال سے مراد رکوع وغیرہ سے اٹھنے کے بعد تمام اعضائے جسم کو اعتدال پر

لانا ہے کہ ہر عضو اپنی اپنی جگہ معتدل ہو جائے۔

قارئین کرام! اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ لوگ جو رکوع سے اٹھتے وقت سر کو صرف برائے نام اوپر کو جھٹکا دیتے اور پھر سجدے میں چلے جاتے ہیں وہ نماز کے اس مستقل رکن کو پورا نہیں کر پاتے اور خواہ مخواہ جلد بازی میں اپنی نماز کو ناقص بلکہ باطل کر لیتے ہیں اور تقریباً یہی انداز دو سجدوں کا ہوتا ہے حالانکہ دونوں جگہ پر اعتدال و اطمینان مطلوب ہے۔ ☆)

❖ آٹھواں رکن جلسہ

نماز کا آٹھواں رکن ”دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا“ (جلسہ) ہے۔

رکوع اور سجدوں کے رکن ہونے کی دلیل یہ ارشادِ الہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا﴾ (الحج: ٤٤)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! رکوع اور سجدہ کرو۔“

اور سات اعضا پر سجدہ کی دلیل یہ ارشادِ رسالت مآب ﷺ ہے:

((أَمُرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ)) (بخاری و مسلم)

”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سات اعضاء پر سجدہ کیا کروں۔“

(☆ وہ سات اعضاء یہ ہیں: ۱۔ چہرہ (ناک و پیشانی) ۲، ۳۔ دونوں ہاتھ ۴، ۵۔ دونوں پاؤں ۶۔ ۷۔ دونوں گھٹنے۔ ☆)

❖ نواں رکن اطمینان

نماز کا نواں رکن ”تمام افعال کی ادائیگی میں مکمل اطمینان“ ہے۔

❖ دسواں رکن ترتیب

نماز کا دسواں رکن ”تمام ارکان کی ادائیگی میں ترتیب“ ہے۔

❖ دلائل ارکان سابقہ

گزشتہ دس ارکان کی مشترکہ دلیل یہ حدیث رسالت مآب ﷺ ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی اور ”حدیث المسی“ کے نام سے معروف ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَعَلَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ نَبِيًّا لَا أُحْسِنُ غَيْرَ هَذَا عَلَّمَنِي فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تيسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَأْسَكَ ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ لَ فَإِمَّا تَمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا)) (بخاری، مسلم)

”ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا، اس نے نماز پڑھی اور آکر نبی اکرم ﷺ کو سلام کہا، آپ ﷺ نے فرمایا: لوٹ جاؤ

اور دوبارہ نماز پڑھو، تم نے نماز پڑھی ہی نہیں، تین مرتبہ اُس نے ایسے ہی نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے اسے دوبارہ سہ بارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا، تو بالآخر اس آدمی نے کہا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے، میں اس سے اچھی طرح نماز نہیں پڑھ سکتا، آپ مجھے صحیح طریقہ نماز سکھلا دیں، آپ ﷺ نے اسے کہا:

”جب آپ نماز کے لیے کھڑے ہوں تو تکبیر تحریمہ کہیں، پھر قرآن پاک سے جو کچھ یاد ہو (سورۃ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت) وہ پڑھیں، پھر رکوع کریں یہاں تک کہ آپ رکوع کی حالت میں خوب مطمئن ہو جائیں، پھر رکوع سے سر اٹھائیں یہاں تک آپ اعتدال کے ساتھ اچھی طرح سیدھے کھڑے ہو جائیں، پھر سجدہ کریں یہاں تک کہ سجدے کی حالت میں خوب مطمئن ہو جائیں، پھر سجدے سے سر اٹھائیں یہاں تک کہ آپ خوب اطمینان کے ساتھ بیٹھ جائیں (تب دوسرا سجدہ کریں) اس کے بعد اپنی پوری نماز (تمام رکعتوں) میں ایسے ہی کریں۔“

❖ گیارہواں رکن آخری تشہد پڑھنا

نماز کا گیارہواں رکن آخری تشہد (التَّحِيَّاتُ پڑھنا) ہے، یہ فرض رکن ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تشہد کے فرض ہونے سے پہلے ہم یہ کہا کرتے تھے:

((الْسَّلَامُ عَلَى اللَّهِ مِنْ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ))

”اللہ پر اس کے بندوں کی طرف سے سلام ہو اور جبرائیل اور میکائیل پر

بھی سلام ہو۔“

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”الْسَّلَامُ عَلَى اللَّهِ مِنْ عِبَادِهِ نہ کہا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تو خود سلام (سلامتی والا) ہے۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: ان کلمات کی بجائے یہ کہا کرو:

((التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ،
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ))

(بخاری و مسلم)

”ہر قسم کی زبانی، بدنی اور مالی عبادات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں
اے نبی! آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں اور
سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ
کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ
کے بندے اور رسول (بھیجے ہوئے) ہیں۔“

❖ شرح مفردات

التَّحِيَّاتُ: ملکیت و استحقاق کے لحاظ سے ہر قسم کی تعظیم صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے مثلاً جھکنا،
رکوع کرنا سجدہ کرنا، اور بقاء و دوام وغیرہ اور ہر ادا و عمل جس سے پروردگار کائنات کی تعظیم ہوتی
ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اور جس شخص نے ان امور تعظیم میں سے کوئی امر بھی
کسی غیر اللہ (نبی، ولی، پیر و مرشد وغیرہ) کے لیے روا رکھا، وہ مشرک و کافر ہے۔
الصَّلَوَاتُ: اس کا معنی ہر قسم کی دعاء و پکار ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد نماز پنجگانہ
ہے۔

الطَّيِّبَاتُ: اللہ تعالیٰ خود پاک و طیب ہے۔ اور وہ صرف پاک و طیب اقوال و اعمال کو ہی قبول
کرتا ہے۔

السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ: ان کلمات کے ساتھ آپ نبی ﷺ
کے لیے سلامتی اور رحمت و برکت کے دعاء و پکار کرتے ہیں۔

اور جس کے لیے دعاء و پکار کی جائے، اُسی کی ذات کو تو مصائب و مشکلات میں اللہ کے ساتھ پکارا نہیں جاسکتا۔

السَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ : ان کلمات کے ساتھ اپنے آپ کیلئے ارض و سماء کے تمام نیک و صالح بندوں کے لیے دعاء و پکار کی جاتی ہے السَّلَامُ ایک دعاء ہے جو نیک لوگوں کیلئے کی جاتی ہے اور پھر اُنہی کی ذات کو تو (مشکلات میں) اللہ کے ساتھ پکارا نہیں جاسکتا۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ : ان کلمات کے ساتھ آپ یقینی شہادت و گواہی دیتے ہیں کہ ارض و سماء میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں جو عبادت کی حقیقی مستحق ہو۔

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ : اور آپ یہ شہادت بھی دیتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں، اُن کی عبادت نہیں کی جاسکتی، اور وہ اللہ کے رسول ہیں، اُن کے منصب رسالت کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ بلکہ ان کی اطاعت و اتباع کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں عبودیت (بندہ ہونے) کا لقب عطا فرما کر شرفِ عظیم سے نوازا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کے لقب ”بندہ“ کی دلیل یہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿بَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ

نَذِيرًا﴾ (الفرقان: ۱)

”نہایت متبرک ہے وہ جس نے یہ فرقان (قرآن پاک) اپنے بندے پر نازل کیا تا کہ سارے جہان والوں کے لیے خبردار کر دینے والا ہو“۔

❖ بارہواں رکن قعدہ ثانیہ کرنا

نماز کا بارہواں رکن تشہد کے لیے بیٹھنا یعنی قعدہ ثانیہ یا جلسہ ثانیہ کرنا ہے (☆ جبکہ دو رکعتوں کے بعد والے تشہد کے لیے بیٹھنا ”قعدہ اولیٰ“ واجباتِ نماز میں سے ہے، رکن نہیں۔ ☆)

تیرہواں رکن ❖ درود شریف پڑھنا

نماز کا تیرہواں رکن نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنا ہے، جو یہ ہے۔

((اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى
إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝ اللَّهُمَّ بَارِكْ
عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى
آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ)) (صحیح بخاری)

”اے اللہ! حضرت محمد (ﷺ) اور آپ کی آل پر رحمت بھیج جیسے کہ تو
نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پر رحمت بھیجی، بے شک تو تعریف
کیا گیا بزرگ ہے۔ اے اللہ! حضرت محمد (ﷺ) پر اور آپ (ﷺ) کی
آل پر برکت بھیج جیسے کہ تو نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کی آل پر
برکت بھیجی، بے شک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔“

❖ شرح کلمہ صلوٰۃ

صلوٰۃ (درود شریف) جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو تو اس کا معنی ملائعہ اعلیٰ میں اللہ تعالیٰ کا اپنے
بندے کی ثناء و تعریف کرنا ہوتا ہے۔ جیسا کہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ابو العالیہ سے یہ کلمات
نقل کیے ہیں:

((صَلَوَةُ اللَّهِ ثَنَاءٌ هُوَ عَلَى عَبْدِهِ فِي الْمَلَاءِ الْأَعْلَى))

(صحیح بخاری)

”اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ اُس کا ملائعہ اعلیٰ میں اپنے بندے کی تعریف
کرنا ہے۔“

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ کا معنی رحمت نازل کرنا ہے)

جبکہ پہلا معنی ہی زیادہ صحیح ہے۔

جب صلوٰۃ فرشتوں کی طرف سے ہو تو اس کا معنی استغفار اور طلبِ بخشش ہوتا ہے اور جب صلوٰۃ آدمیوں کی طرف سے ہو تو اس کا معنی دعاء ہوتا ہے۔
وَبَارِكْ سَے لیکر آخر تک سُننِ اقوال و افعال ہیں۔

❖ چودھواں رکن ❖ سلام پھیرنا

نماز کا چودھواں رکن (التحيات، درود شریف اور دعاء کے بعد) دونوں طرف سلام پھیرنا ہے۔
(☆) اس چودھویں رکن کا ذکر مؤلف نے شروع میں ہی کر دیا ہے اور آخر میں نہیں کیا، جبکہ ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم نے یہاں دوبارہ ذکر کر دیا ہے اور اس کی دلیل رسولِ عربی ﷺ کی وہ حدیث ہے جو دوسرے رکن کے تحت مذکور ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

((تَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وَتَحْلِيلُهَا التَّسْلِيمُ))

اور اس کا ترجمہ و حوالہ جات وہیں گزر چکے ہیں۔ (☆)

❖ واجبات نماز

نماز کے واجبات آٹھ ہیں۔

۱۔ تکبیر تحریمہ (جو کہ رکن ہے اُس) کے سوا باقی تمام تکبیریں۔

۲۔ رکوع کی حالت میں یہ کہنا: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ”پاک ہے تو اے اللہ عظمت والے!“

۳۔ امام و منفرد کا رکوع سے سراٹھاتے ہوئے یہ کہنا: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ”اللہ تعالیٰ نے اس کی سن لی جس نے اس کی حمد بیان کی“۔

۴۔ اس کے بعد (امام و مقتدی اور منفرد) سب کا یہ کہنا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ”اے ہمارے رب! ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لیے ہے“۔

۵۔ دونوں سجدوں میں یہ کہنا: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ”پاک ہے تو ایسے میرے بلند و بالا رب“۔

۶۔ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھ کر یہ دعاء کرنا: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ (وَ اَرْحَمْنِيْ وَ اِهْدِنِيْ وَ عَافِنِيْ وَ اَرْزُقْنِيْ) ”اے میرے رب! مجھے بخش دے (مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت عطا کر، مجھے عافیت میں رکھ اور مجھے رزق عنایت فرما۔“

۷۔ پہلا تشہد پڑھنا (دعاء سے پہلے والا اختتام جو دو رکعتوں کے بعد بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے۔)

۸۔ پہلے تشہد کے لیے بیٹھنا (قعدہ اولیٰ کرنا)

❖ ارکان و واجبات کا فرق

ارکان وہ ہیں جن میں سے اگر کوئی ایک رکن بھی بھول کر چھوٹ جائے یا جان بوجھ کر چھوڑ دیا جائے تو اس کے ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔

اور واجبات وہ ہیں کہ جن میں سے اگر کوئی ایک بھی واجب جان بوجھ کر چھوڑ دیا جائے تو اس کے ترک کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور اگر دانستہ نہیں بلکہ بھول چوک سے چھوٹ جائے تو اس کی کمی کو سجدہ سہو (نماز کے آخر میں سلام پھیرنے سے قبل دو سجدوں) سے پورا کیا جاسکتا ہے۔ واللہ اعلم (تمّت شروط الصلوٰۃ و واجباتها واركانها)

ابو عدنان محمد منیر قمر نواب الدین،

ترجمان سپریم کورٹ انجیر ۳۱۹۵۲

وداعیہ متعاون مراکز دعوت و ارشاد، انجیر، الظہران، الدمام (سعودی عرب)



حاشیہ جات

۱۔ یہ پیش لفظ طبع اول کیلئے لکھا گیا تھا جسے معمولی ترمیم اور اضافوں کے ساتھ طبع ہشتم میں بھی شامل کیا جا رہا ہے۔ (ابوعدنان)

۲۔ تفسیر ابن کثیر ۱/۵۷ طبع مصر

۳۔ ترمذی، کتاب الدعوات، باب فضل الدعاء، حدیث غریب۔

۴۔ جبکہ ایک صحیح حدیث میں ہے: ((الدعاء هو العبادة)) ”دعاء عین عبادت ہے۔“

(مسند احمد و ابویعلیٰ، مصنف ابن ابی شیبہ، الادب المفرد بخاری، سنن اربعہ، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، صحیح سنن ابی داؤد: ۱۳۲۹، مشکوٰۃ: ۲۳۳۰، صحیح الجامع: ۳۴۰۸، ارواء الغلیل: ۲۲۴)

۵۔ ترمذی: ۵۷۵/۴۔ حسن صحیح، مسند احمد ۱/۲۹۳

۶۔ مختصر مسلم بتحقیق البانی: ۱۲۶۱

۷۔ لوٹڈی کا اپنے آقا (ﷺ) کو جنم دینا اس بات کی طرف کنایہ ہے کہ اہم امور کی ذمہ داری نااہل لوگوں کو سونپ دی جائے گی، اور ارباب حل و عقد اور اصحاب بست و کشادہ لوگ بن بیٹھیں گے جو ان امور کے قطعی اہل نہ ہوں گے۔

۸۔ ننگے پاؤں ننگے بدن بھیڑ بکریاں چرانے والے لوگوں کا بڑی بڑی عمارتوں پر فخر کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ گھٹیا و سفلہ اور ذلیل قسم کے لوگ اہل فن و ہنر اور اصحاب فضل و کمال پر غالب آجائیں گے۔ واللہ اعلم

۹۔ نبی ﷺ کا شجرہ نسب یوں ہے: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خذیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

تمام اہل تاریخ و سیرت کا یہاں تک اتفاق ہے، اور اس سے آگے اختلافات شروع ہو جاتے ہیں۔

۱۰۔ مسند احمد ۱/۱۹۲، ابو داؤد: کتاب الجہاد، للسنن دارمی: کتاب

السیر، مشکوٰۃ: ۲۳۴۶، ارواء الغلیل: ۱۲۰۸، صحیح الجامع: ۷۴۶۹

۱۱۔ نبی اور رسول میں اہل علم نے تھوڑی سی تفصیل کے ساتھ دونوں درجات کو الگ الگ قرار دیا ہے۔ ان علمی و تحقیقی بحثوں سے قطع نظر شیخ الاسلام نے جو لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے پہلے رسول ہونے کی دلیل مذکورہ آیت ہے۔ اس پر اپنی تعلیقات میں معروف ازہری عالم شیخ محمد منیر الدمشقی نے لکھا ہے:

”اس آیت میں اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام پہلے رسول تھے، بلکہ اس میں تو اللہ تعالیٰ

نے صرف یہ ذکر فرمایا ہے کہ ہم نے آپ (ﷺ) پر اُسی طرح وحی نازل کی ہے جس طرح آپ سے پہلے نوح (ﷺ) اور دیگر انبیاء مثلاً حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام وغیرہ پر وحی نازل کی تھی۔ اور اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے بعض رسولوں کے قصے اپنے نبی (ﷺ) کیلئے قرآن کریم میں بیان فرمادیئے ہیں اور بعض کے بیان نہیں کئے۔ اور پھر ابن مردویہ کی بیان کردہ ایک حدیث ذکر کی ہے جس میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کا ذکر آیا ہے۔ (تعلیقات علامہ محمد منیر الدمشقی علی الاصول الاثنا عشر، ص ۲۴، طبع مؤسسۃ الحرمین الخیریہ ودار القاسم الریاض) جبکہ اس حدیث کو اگرچہ امام ابن حبان نے اشارۃً صحیح کہا ہے۔ لیکن علامہ ابن الجوزی نے اسے اپنی موضوعات (من گھڑت احادیث کے مجموعے) میں ذکر کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ۱/ ۷۷۹)

اور بعض صحیح احادیث سے بھی شیخ الاسلام کی بات کی ہی تائید ہوتی ہے، چنانچہ ارشاد نبوی ہے: ((أَوَّلُ نَبِيٍّ أُرْسِلَ نُوحٌ)) ”سب سے پہلے جس نبی کو رسالت دی گئی وہ (حضرت) نوح (ﷺ) ہیں۔“ (ابن عساکر، مسند الفردوس دیلمی، صحیح الجامع: ۲۵۸۵، الصحیحہ: ۱۲۸۹) اور شفاعت کبریٰ والی معروف و طویل حدیث میں بھی ہے کہ لوگوں کا وفد حضرت نوح (ﷺ) کے پاس جائے گا اور ان سے کہے گا:

((يَا نُوحُ! أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى الْأَرْضِ...)) ”اے نوح (ﷺ)! آپ زمین پر پہلے رسول تھے۔“

(صحیح مسلم ۱/ ۳۲۷، ترمذی: ۲۴۳۶)

پہلی حدیث کی سند میں ضعف ہے، مگر دوسرے شاہد کی وجہ سے علامہ البانی نے صحیح الجامع اور الصحیحہ میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (ابوعدنان)

۱۱ ترمذی ۱۳/۵ حدیث: ۲۶۱۶، ابن ماجہ ۲/۳۹۴ حدیث: ۳۹۷۳، مسند احمد ۵/۲۳۱، ۲۳۷، امام السيوطی نے الجامع الصغیر میں اسے صحیح اور علامہ المناوی نے اسکی شرح فتح القدیر میں اسے حسن کہا ہے۔

۱۲ مسند احمد، ابو داؤد، نسائی ابن ماجہ، مستدرک حاکم ۱/ ۲۵۸ و صحیحہ و وافقہ الذہبی علی تصحیحہ

۱۳ مسند احمد، ابو داؤد، صحیحہ الحاکم فی المستدرک و وافقہ الذہبی ۱/ ۲۵۸

۱۴ مسلم مع النووي ۸/ ۷۰، ۹۶، ۱۰۵، ابوداؤد: ۱۰۵، ابن ماجہ: ۳۰۷۴، بیہقی: ۵/ ۷۰، دارمی: ۲/ ۲۵، المنتقی ابن الجارود: ۲۶۹، المنتخب من المسند لعبد بن حمید: ۱۳۵، اسوئے حرم: ۱۹۰

۱۵ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد۔ یہ حدیث حسن درجہ کی اور قابل استدلال ہے۔

۱۶ ترمذی، نسائی، مسند احمد، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم اور امام ترمذی نے

- اپنی سنن میں امام بخاری کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس موضوع کی یہ صحیح ترین حدیث ہے۔
 ۱۷ بخاری، مسلم و اصحاب السنن وغیرہم
 ۱۸ مسند شافعی، احمد، بزار، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، مستدرک
 حاکم (و صحیحہ) و صحیح ابن السکن
 ۱۹ ترمذی، ابن ماجہ، مسند احمد، مستدرک حاکم۔ امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے، لیکن علامہ
 ذہبی نے تلخیص المستدرک میں انکی موافقت نہیں کی۔
 ۲۰ ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ اور امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔



آپ کے لیے خوشخبری !!

توحید پبلیکیشنز کی طرف سے جلد شائع ہونے والی مفید مطبوعات !!!

- | کتاب نمبر | عنوان | مصنف / مترجم |
|-----------|------------------------------------|------------------------------------------|
| 11 | استقامت: | تالیف: محترمہ شوانہ عبدالعزیز |
| | (راہ دین پر ثابت قدمی) | ترجمہ: شاہد ستار |
| 12 | توحید اور شکوک و شبہات کا ازالہ | تالیف: شیخ الاسلام محمد بن سلیمان التیمی |
| | | ترجمہ: ابوعدنان محمد منیر قمر |
| 13 | دعوة الی اللہ اور داعی کے اوصاف مع | تالیف: ساحتہ الشیخ عبدالعزیز بن باز |
| | مقام سنت اور فتنہ انکار حدیث | مترجم: ابوعدنان محمد منیر قمر |
| 14 | رکوع میں آکر ملنے والے کی رکعت | |
| | اور رکوع سے سجدہ جانے کی کیفیت؟ | تالیف: ابوعدنان محمد منیر قمر |
- آپ بھی ان کتابوں کی طباعت میں حصہ لے سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب کے مستحق بن سکتے ہیں۔ اگر آپ طباعت میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو درج ذیل ایڈریس پر ہم سے رابطہ قائم کریں۔

رابطہ: E-Mail:tawheed_pbs@hotmail.com